اشکوں کے جگنوؤں سے اندھیرا نہ جائے گا
شب کا حصار توڑ، کوئی آفتاب لا

﴿مقدمہ﴾

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدهٗ و نصلی علی رسوله الکریم. اما معد!

الامام المہدی کا پہلا ایڈیشن انگریزی زبان میں امریکہ میں شائع ہوا۔اس کے بعد ضرورت محسوس کی گئی کہ اس کتابچہ کو اردو زبان میں بھی شائع کیا جائے۔

﴿وَ لَنۡ تَرۡضٰی عَنۡکَ الۡیَھُوۡدُ وَلاَ النَّصٰرٰی حَتّٰی تَتَّبِعَ مِلَّتَھُمۡ ؕ قُلۡ اِنَّ ھُدَی اللّٰہِ ھُوَ الۡھُدٰی ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعۡتَ اَھۡوَآءَ ھُمۡ بَعۡدَ الَّذِیۡ جَآءَکَ مِنَ الۡعِلۡمِ ۙ مَا لَکَ مِنَ اللّٰہِ مِنۡ وَّلِیٍّ وَّلاَ نَصِیۡرٍ﴾ (البقرۃ۔۱۲۰)

’’ہرگز راضی نہیں ہوں گے یہود و نصاریٰ جب تک تم ان کے طریقے پر نہ چلو، کہہ دیجئے ہدایت تو صرف اللہ کی ہے اور اگر آپ نے علم آنے کے بعد ان کی خواہشات کی پیروی کی تو آپ کو نہ اللہ کی حمایت ہے نہ نصرت‘‘۔

﴿لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدٰوَۃً لِّلَّذِیۡنَ اٰمَنُوا الۡیَھُوۡدَ وَالَّذِیۡنَ اَشۡرَکُوۡا﴾ (المائدہ۔۸۲)

’’تم ضرور پاؤ گے کہ بدترین دشمن مسلمانوں کے لیے یہود اور مشرکین (ہنود) ہیں‘‘

﴿یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لاَ تَتَّخِذُوا الۡیَھُوۡدَ وَ النَّصٰرٰۤی اَوۡلِیَآءَ ۘؔ بَعۡضُھُمۡ اَوۡلِیَآءُ بَعۡضٍ ؕ وَ مَنۡ یَّتَوَلَّھُمۡ مِّنۡکُمۡ فَاِنَّہٗ مِنۡھُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لاَ یَھۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ﴾ (المائدہ۔۵۱)

’’اے اہل ایمان! یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ، یہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں تم میں سے کسی نے انہیں (یہود و نصاریٰ) کو اگر دوست بنایا تو وہ انہی میں سے ہے۔اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔‘‘

نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کی امت بنی نوع انسان میں وہ آخری امت ہے جو منصب شہادت پر فائز کی گئی ہے۔ چنانچہ پوری انسانیت کی کامیابی کا انحصار اب اسی گروہ پر ہے۔ بیسویں صدی عیسوی کی آخری دہائی تک آتے آتے واضح طور پر محسوس ہونے لگا تھا کہ یہ امت تاریخ انسانی کے اس مرحلے میں داخل ہو چکی ہے جس کی خبر دیتے ہوئے آنحضور ﷺ نے فرمایا تھا: عنقریب قومیں تم پر ٹوٹ پڑنے کے

لئے بلاوا دیں گی جیسے بھوکے (جانور) کھانے پر ٹوٹ پڑنے کے لئے بلاوا دیتے ہیں۔ (ابوداؤد و بیہقی)

اس اندوہناک صورت حال سے زیادہ کرب کی بات یہ ہے کہ امت مسلمہ......جو دنیا کا وہ واحد گروہ ہے جسے ماضی، حال اور مستقبل کا کافی علم دیا گیا......آج حیران اور ناواقف راہ بھٹک رہی ہے اور دنیا کی تاریکیوں سے روشنی کی بھیک مانگ رہی ہے۔ چودہ صدیوں بعد اب آثار قیامت ظاہر ہونے کی رفتار تیز تر ہوتی ہوئی محسوس ہوتی ہے گویا کوئی ہار ٹوٹ جائے اور یکے بعد دیگرے دانے گرنے لگیں۔

حضرت ثوبانؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ’میری امت کے دو لشکر ایسے ہیں جن کو اللہ نے دوزخ کی آگ سے بچا لیا ایک جو ہندوستان پر حملہ کرے گا اور دوسرا وہ جو عیسیٰ ابن مریم کے ساتھ ہوگا‘ نبی کریم ﷺ نے اپنی ایک اور حدیث میں فرمایا کہ امام مہدی کی مدد کے لئے ایک لشکر خراسان سے نکلے گا۔ تاریخ دانوں کے مطابق خراسان پاک افغان اور ایران کی سرحد کے علاقے کو کہا جاتا تھا۔ قیام پاکستان مشیت ایزدی ہے ورنہ اس وقت کے معروضی حالات میں ایسے ملک کا قائم ہو جانا عقل میں نہیں آتا۔ انگریز سامراج اور ہندو امپریلزم کی موجودگی میں مملکت خداداد کا بن جانا غیر جانبدار تاریخ دانوں کے لئے اچنبھے کی بات ہے۔ ان تمام معاملات پر غور و فکر کرنے والوں کے لئے یہ اللہ کی نشانیاں ہیں۔ اقوام متحدہ کی صورت میں یہودی واحد عسکری قوت بن کر ابھر چکے ہیں۔ ورلڈ بینک، آئی ایم ایف اور امریکہ کہ ذریعے مسلم ممالک کی تیل سے مالا مال معیشت کو مکمل طور پر عالمی یعنی یہودی بینکاری میں ضم کرنے کا کام بہت حد تک مکمل ہو چکا ہے۔ دنیا بھر کی دولت، ٹیکنالوجی اور محنت کو ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن کے ذریعے مرکوز کر لیا گیا ہے۔ مفکرین بدلتے عالمی حالات پر گہری نظر رکھے ہوئے ہیں علامہ اقبالؒ نے بہت پہلے فرما دیا تھا ’مغرب کی رگ جاں پنجہ یہود میں ہے‘ مولانا شاہ ولی اللہؒ، مولانا حسین احمد مدنیؒ، جوہر برادران، مولانا مودودیؒ، مکہ معظّمہ کے علامہ سفر حوالی، ڈاکٹر اسرار احمد، بھارتی اسکالر اسرار عالم اور دیگر علماء اس بات پر متفق ہیں کہ یہودی اپنا جال بچھا چکے ہیں اسٹیج تیار ہو چکا ہے مسیح دجال آیا چاہتا ہے۔ ان حالات کا تقاضا تھا کہ قرآن و احادیث مبارکہ کی روشنی میں امت کی صورت حال کا گہرائی سے جائزہ لیا جاتا، موجودہ حالات کی تبدیلی کو صحیح زاویہ سے دیکھا جاتا اور آئندہ کے لئے خطوط کار کی نشاندہی کی جاتی تاکہ یہ امت اپنے فرائض منصبی کو کما حقہ سرانجام دے کر پوری انسانیت کو کامیابی سے ہمکنار کرے۔ چنانچہ انہی امور کو پیش نظر رکھ کر یہ سلسلہ شروع کیا گیا ہے جس میں مختلف عناوین کے تحت بحث کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ اس کوشش کو قبول فرمائے اور اس میں برکت عطا فرمائے۔

والسلام

ذکی الدین شرفی

Presented by www.ziaraat.com

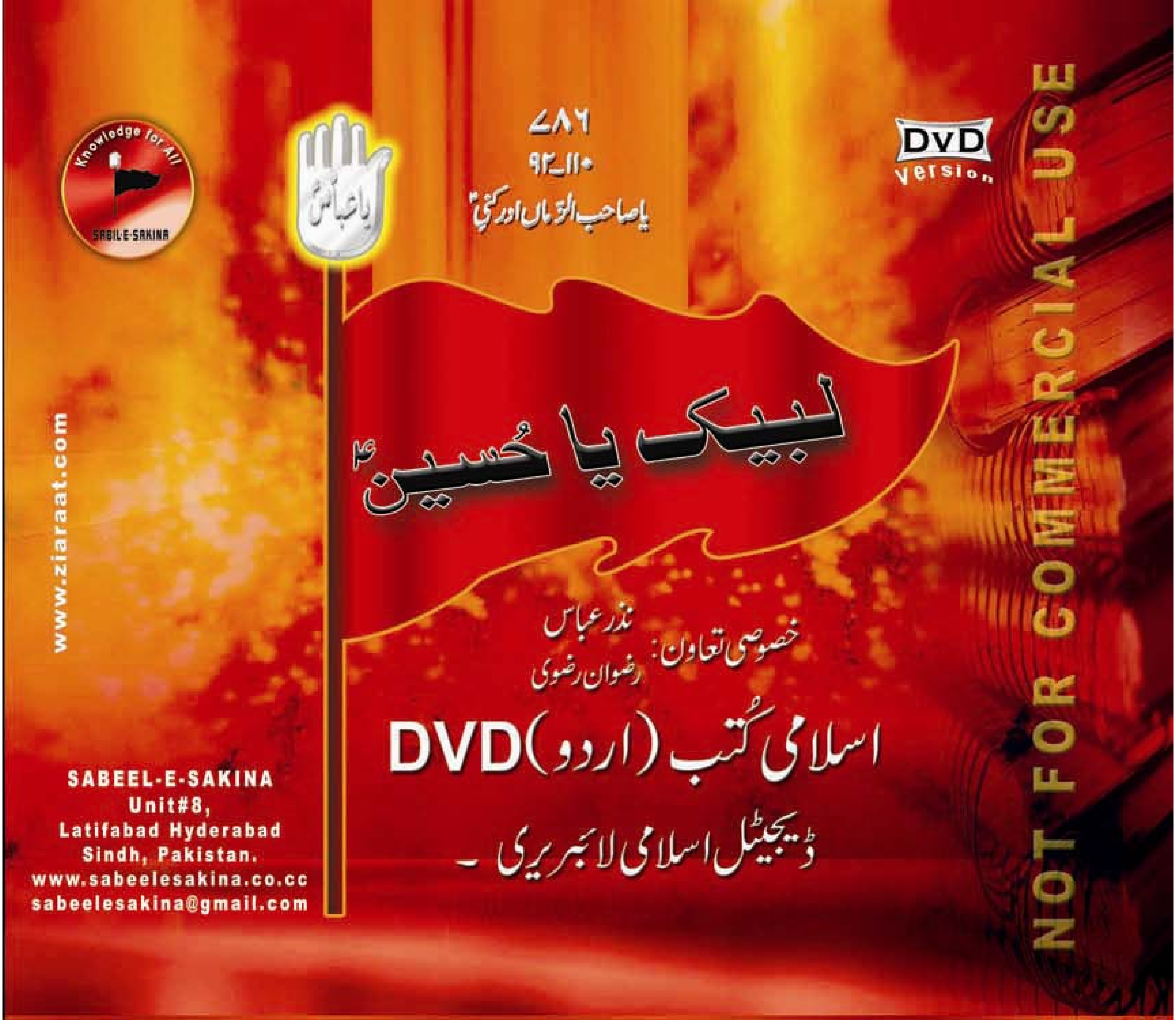

۷۸۶
۹۲-۱۱۰
یاصاحب الزماں ادرکنی
یا عباس
Knowledge for All
SABIL-E-SAKINA
DvD Version
لبیک یا حُسینؑ
خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی
اسلامی کُتب (اردو) DVD
ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔
www.ziaraat.com
SABEEL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.co.cc
sabeelesakina@gmail.com
NOT FOR COMMERCIAL USE

علاماتِ قیامت، حضرت امام مہدیؑ اور بنی اسرائیل

الامام المہدیؑ (ہدایت یافتہ لیڈر)، احادیث کی بکثرت روایات حدِ تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں۔
اس سلسلے میں بکثرت احادیث موضوع (من گھڑت) بھی اسی عنوان سے ہیں، لیکن صرف صحاحِ ستّہ (یعنی چھ صحیح مجموعہ احادیث) کی احادیث ہی قابل اعتبار ہیں۔

قرب قیامت کی علامات دو عنوان کی تحت جمع کی گئی ہیں چھوٹی علامات (صغریٰ) اور بڑی علامات (کبریٰ) بڑی دس ہیں، دجّال، دخّان، دابۃ الارض، یاجوج، ماجوج (قرآن میں مذکور) ہیں۔ تین بڑے لشکروں کا زمین میں دھنس جانا اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، ظہور مہدی، ظہور دجّال کوئی پہلے کوئی بعد میں ہوگی۔ چھوٹی علامات میں ۹۰ فیصد سے زائد ظاہر ہوچکی ہیں۔ اب ظہور مہدیؑ اس سلسلے کی آخری کڑی ہوگی۔ جس سے پہلے عرب (سعودی) میں داخلی خلفشار ہوگا تین شہزادے خزانے کے لیئے ایک خلیفہ کی موت پر لڑ پڑینگے اور تینوں خزانے اور اقتدار سے محروم۔ ظہور مہدیؑ جو روایات کے مطابق فاطمی النسل ہونگے اور ظہور مسجد نبوی میں ہی ہوگا، اولیاء امت دیکھ کر ان سے بیعت کی درخواست کرینگے لیکن وہ مکّہ کا رُخ کرینگے اور حالت طواف میں حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان عراق اور شام، فلسطین، اُردن، لبنان، سوریا کے ابدال واقطاب انہیں پہچان کر بیعت پر اصرار کرینگے جو بالآخر قائم ہوگی (منافقین) کا ایک لشکر شام ہی سے ان سے لڑنے کیلئے آئے گا جو بیداء (مکّہ اور مدینہ کے درمیان) پر دھنسا دیا جائیگا اور یہ ثبوت ہوگا کہ مہدی حقیقی یہی ہیں۔

امام مہدی کے بارے میں اس کثرت سے احادیث وارد ہوئی ہیں کہ معنوی اعتبار سے وہ حد تواتر تک پہنچ گئی ہیں۔ شیخ محمد برزنجی (متوفی ۱۱۰۳ھ) اپنی کتاب "الاشاعة لاء شرائط الساعة" کے تیسرے باب میں کہتے ہیں کہ وہ بڑی بڑی علامتیں جن کے فوراً بعد قیامت آجائے گی کثرت سے ہیں ان میں سب سے پہلی نشانی ظہور مہدی ہے۔ اس سلسلہ میں حدیث کی مختلف روایات اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کا شمار نہیں کیا جاسکتا۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مہدی کا وجود، آخر زمانہ میں ان کا ظہور، سیدہ فاطمہؑ کی اولاد کی وجہ سے آل رسول ﷺ سے ان کی نسبت اس قدر تواتر سے حدیثوں میں ملتی ہے کہ اس سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ نیز یہ کہ وہ آپ کے اہل بیت میں سے ہوں گے سات سال تک حکومت کریں گے زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے حضرت عیسیٰؑ نازل ہوں گے تو امام مہدی دجال کے قتل کے سلسلے میں انکی مدد کرینگے اور یہ کہ وہ اس امت کے امام ہوں گے اور حضرت عیسیٰؑ ان کی اقتداء کرینگے۔

حضرت امام مہدی شخصیت وحقائق

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت اور قیامت سے قبل کے ایام کے لئے کئی پیشین گوئیاں کی ہیں جن میں چھوٹی نشانیاں بھی شامل ہیں اور بڑی نشانیاں بھی۔ دنیا کے تیزی سے بدلتے ہوئے حالات اور یہود و نصاریٰ اور ہندوؤں کی بڑھتی ہوئی سازشوں کے نتیجے میں وقت آ گیا ہے کہ آپ ﷺ کی علاماتِ قیامت کو بہت غور و خوض سے دیکھا جائے اور احادیث میں موجود ارشادات کی بہت باریک بینی کے ساتھ تشریح کی جائے۔ اہل عیسائیت بھی چونکہ ہماری طرح اہل کتاب ہیں اور انبیاء نے قیامت سے متعلق بے شمار نشانیاں بیان کی ہیں اس لئے وہ لوگ بہت سنجیدگی سے ان علاماتِ قیامت کا مطالعہ کررہے ہیں۔ اس موضوع پر ان کے ہاں تھنک ٹینک بنے ہوئے ہیں، بے شمار کتابیں لکھی جارہی ہیں، جو لاکھوں نہیں کروڑوں کی تعداد میں چھپ کر پھیل چکی ہیں۔ ٹی وی کے درجنوں اسٹیشن اور بلا مبالغہ سو سے زائد ریڈیو اسٹیشنوں سے نشر ہورہی ہے۔ تحقیقاتی سلسلے جاری رکھے جارہے ہیں اور ان کے علماء اس موضوع پر مسلسل تقریریں کررہے ہیں۔ بدقسمتی سے مسلمانوں میں اب تک اس درجے کی بیداری پیدا نہیں ہوئی ہے۔ محض چند شخصیات یا چند گنتی کے ادارے اپنی بے سروسامانی کے ساتھ علاماتِ قیامت کا مطالعہ کررہے ہیں اور انہیں کتابوں، اخباری مضامین اور تقریروں کے ذریعے شائع کررہے ہیں۔

دنیا سیاسی اعتبار سے دو حصوں میں تقسیم ہے۔ ایک مستضعفین اور دوسرے مستکبرین۔ انبیاء اور رسل ہر وقت مستکبرین کے ہاتھوں ظلم کا شکار رہے اور ان کے اکثر پیرو بھی مستضعفین کیمپ کے افراد رہے ہیں۔ قرآن نے مستکبرین کے علاوہ مترفین (خوشحال، متمول) اور الملاء (Elite) کی اصطلاح ان ظالموں کے لئے استعمال کی ہے۔

مستکبرین اور مترفین استحصالی ظالمانہ نظام کے ذریعے اپنی قوت اور وسائل استعمال کر کے ظلم ڈھاتے رہے ہیں۔ اسی لئے انبیاء اور رسولوں کی پاکیزہ زندگیاں (جن کی مخالفت میں یہ ظالم گروہ سب سے آگے رہا ہے) غریبوں، مسکینوں، یتیموں، کمزوروں اور بیواؤں کی نصرت وحمایت کیلئے وقف رہی ہیں انبیاء علیہم السلام کی ہر وقت یہی دعوت رہی ہے کہ اعبدو اللّٰہ و اجتنبوا الطاغوت (اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت سے دور رہو) اس طاغوتی نظام سے آخری معرکہ برپا ہونے والا ہے۔ پہلے عیسائی طاقتیں پھر ہنود اور بالآخر ازلی دشمن یہود نظام طاغوت کو مسلط کر کے نظام اسلام کو مٹانے پر تلے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق اس کا مؤثر علاج امام المہدی کی قیادت میں ہونے والا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے امت مسلمہ کے ادوار کے لئے ایک بہت واضح پیشین گوئی فرمائی ہے جس

Presented by www.ziaraat.com

میں کہا گیا ہے کہ اس امت پر نبوت سے لے کر قیامت تک پانچ مختلف ادوار آئیں گے۔ آپ ﷺ نے ان ادوار کی تفصیل اس طرح بیان کی ہے:

(۱) تمہارا دین اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور میری نبوت سے شروع ہوتا ہے۔ یہ نبوت زمین پر اس وقت تک قائم رہے گی جب تک کہ اللہ چاہے گا۔

(۲) پھر اللہ اسے اٹھالے گا اور نبوت کے عین مطابق خلافت قائم کرے گا۔ پھر اللہ اسے بھی اٹھا لے گا۔

(۳) اس کے بعد ظلم کی بادشاہی کا دور شروع ہوگا اور یہ اس وقت تک باقی رہے گا جب تک کہ اللہ چاہے گا۔ پھر اللہ اسے بھی اختتام کو پہنچا دے گا۔

(۴) اس کے بعد جبر و دہشت کی حکمرانی کا دور آئے گا اور جب تک اللہ چاہے گا یہ دور باقی رہے گا۔ پھر اللہ اسے بھی اٹھالے گا۔

(۵) اس کے بعد ایک بار پھر خلافت کا دور آئے گا جو نبوت کے عین مطابق ہوگا۔ اس دور میں خلافت نبی ﷺ کی سنت کے مطابق لوگوں کے معاملات کا بندوبست کرے گی اور اسلام زمین میں اپنی جڑیں پکڑ لے گا۔ خلافت کی یہ حکمرانی زمین و آسمان کی تمام مخلوقات کو خوش کر دے گی جس کے بعد آسمان اپنی برکتوں کے دہانے کھول دے گا اور زمین اپنے خزانے اگل دے گی۔ (مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، بیہقی)

اوپر کے تین ادوار تو پہلے گزر چکے ہیں۔ اس وقت چوتھے دور کا بھی آخری حصہ چل رہا ہے۔ جس کے معاً بعد بابرکت پانچواں دور شروع ہوجائے گا۔ گویا اس وقت ہم چوتھے اور پانچویں دور کے بیچ میں کھڑے ہیں۔

اسی چوتھے دور کے آخر میں قیامت کی بہت سے بڑی اور لاتعداد چھوٹی نشانیاں مزید سامنے آئیں گی جن میں دجال کا خروج، ایک جنگ عظیم آرمیگاڈون کا وقوع اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ثانی شامل ہے۔ اور انہی بڑی نشانیوں میں سے ایک حضرت امام مہدی کا ظہور بھی ہے۔

حضرت امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام خونی جنگوں کے پس منظر میں ابھریں گے۔ وہ دور کوئی امن و آشتی کا نہیں بلکہ بدترین مسلم ہلاکتوں کا ہوگا۔ اگرچہ حضرت امام مہدی قیامت کی چھوٹی نشانیوں میں سے ایک اہم نشانی ہیں۔ لیکن اب تک عام طور پر ان کے ظہور کے بارے میں بعض حلقوں میں شبہ کیا جاتا رہا ہے ان کا کہنا ہے کہ یہ مسلمانوں کے محض ایک طبقے کی ایجاد ہے جس کے سہارے وہ

اپنے آنے والے سنہرے ایام کی یاد تازہ کررہا ہے۔ یوں لوگ نزول ثانی حضرت عیسیٰؑ پر بھی اعتراض کرتے ہیں اور اسے بھی تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ان نشانیوں کا ذکر قرآن پاک میں کہیں موجود نہیں ہے۔

جو لوگ اس طرح کا اعتراض کرتے ہیں، انہیں دراصل نہ تو قرآن پاک کے انداز بیاں کے بارے میں صحیح اندازہ ہے اور نہ وہ حدیثوں کی اصل اہمیت سے آگاہ ہیں۔ قیامت کی بے شمار چھوٹی نشانیاں ہیں جن کا قرآن پاک میں کہیں ذکر موجود نہیں ہے۔ مثلاً (۱) لونڈی اپنے آقا کو جنے گی (۲) مسجدوں میں بہت شور مچایا جائے گا اور (۳) گانا بجانا گھر گھر میں ہونے لگے گا وغیرہ۔ لیکن ہم انہیں تو تسلیم کرتے ہیں۔ اگر قرآن پاک میں ہر بات بیان ہونے لگے تو یہ ایک اتنی ضخیم کتاب ہوجائے گی کہ اس کا سنبھالنا اور پڑھنا پڑھانا سب تقریباً ناممکنات میں سے ہوجائے گا۔

صحاح ستہ کی چار اہم کتابوں ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ اور مسند احمد میں امام مہدی کے بارے میں خاصی بڑی تعداد میں احادیث پائی جاتی ہیں۔ ان کے علاوہ مسلم کے باب الفتن میں بھی ان کے بارے میں اس طرح کے الفاظ آتے ہیں کہ ''قریش کے ایک شخص کے خلاف شام کی فوجیں چڑھائی کریں گی۔ جس نے خانہ کعبہ میں پناہ لی ہوئی ہوگی۔'' یہ بھی حضرت امام مہدی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ وہ بھی قریشی شخصیت ہوں گے جیسا کہ آپ آگے تفصیلات میں دیکھیں گے۔ مولانا انور شاہ کاشمیری، حضرت مفتی محمد شفیع مرحوم کی مرتب کردہ کتاب ''علاماتِ قیامت اور نزول مسیحؑ'' میں مرحوم نے ان کے لئے بخاری کا بھی ایک حوالہ دیا ہے۔ گویا حضرت امام مہدی کے بارے میں صحاح ستہ کی تمام کتابوں میں احادیث پائی جاتی ہیں۔

امام مہدی اصل میں کوئی نام نہیں ہے۔ ان کا اصل نام تو محمد بن عبداللہ ہے جیسا کہ ابوداؤد کی ایک حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''وہ میری نسل میں سے ہوں گے، ان کا نام میرے نام پر، ان کے والد کا نام میرے والد کے نام پر اور ان کی والدہ کا نام میری والدہ کے نام پر ہوگا۔'' مہدی تو محض ان کا ایک لقب ہے جو حدیث میں آیا ہے اور اس کا مطلب یہی ہے کہ وہ ایک ہدایت یافتہ خلیفہ ہوں گے۔ اگر اس موقع پر یہ سوال کیا جائے کہ یہ نام اب کیوں واضح ہو رہا ہے جب کہ ۱۳/۱۲ سو سالوں سے وہ محض امام مہدی کہہ کر پکارے جا رہے ہیں تو اس کا سادہ سا جواب یہ ہے کہ حضرت امام مہدی کو سمجھنے کی جتنی ضرورت آج محسوس کی جارہی ہے اتنی پہلے کبھی نہیں کی گئی۔ آج کے بدترین حالات ہمیں علاماتِ قیامت پر سنجیدگی سے دوبارہ غور و فکر کرنے کی دعوت دے رہے ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

ان کے بارے میں ہمیں ''امام'' کے لفظ سے بھی زیادہ مغالطہ کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ مسلمانوں کے ایک فرقے میں بھی غائب امام مہدی کا عقیدہ پایا جاتا ہے جو ان کا بارہواں امام ہے۔ یہ لوگ اپنی تمام اہم شخصیات کو امام کہہ کر پکارتے ہیں مثلاً امام حسن، امام حسین اور امام زین العابدین وغیرہ۔ اس طرح یہ لفظ امام ان کی وجہ سے ہمارے ہاں بھی داخل ہوگیا ہے۔ گویا حضرت محمد بن عبداللہ اہل تشیع کی طرح ہمارے وصیتی امام نہیں ہوں گے۔ ہاں البتہ چونکہ اللہ تعالیٰ انہیں مسلمانوں کے قائد اور لیڈر کی حیثیت سے دنیا میں نمودار کرے گا اس لئے ہم انہیں ضرورتاً امام مہدی کہہ سکتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کی عمر ۵۲ یا ۵۳ سال ہوگی اور وہ دنیا پر سات سال تک حکمرانی کریں گے۔ (ابوداؤد) آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس دنیا کا صرف ایک دن باقی رہ جائے گا کہ اللہ تعالیٰ میرے خاندان میں سے ایک فرد کو اٹھائے گا جو زمین کو انصاف سے اسی طرح بھر دے گا جیسے اسے فساد سے بھرا گیا تھا۔ (دار قطنی، ابوداؤد) واضح رہے کہ حضرت مہدی، حضرت عیسیٰؑ کی طرح آسمان سے نازل نہیں ہوں گے بلکہ وہ ہماری اور آپ ہی کی طرح انسانی طور پر جنم لیں گے اور انہیں بیعت ہوجانے تک خود بھی پتہ نہیں ہوگا کہ وہ امام مہدی ہیں اور یہ کہ انہیں کسی خاص مقصد کیلئے پیدا کیا گیا ہے۔

آپ ﷺ نے ان کی نشانی بیان کرتے ہوئے بتایا ہے کہ ان کی پیشانی چوڑی اور ناک چیل کی چونچ کی طرح ہوگی اور ان کے اخلاق و عادات بالکل مجھ سے ملتے جلتے ہوں گے۔ (ترمذی، ابوداؤد) یہاں یہ امر بھی واضح رہنا چاہئے کہ حضرت محمد بن عبداللہ یعنی حضرت مہدی اسلام میں کوئی نئی چیز لے کر نہ آئیں گے کیونکہ ہمارا دین تو پہلے ہی مکمل ہو چکا ہے وہ تو دنیا میں صرف اس لئے تشریف لائیں گے کہ مسلمانوں کو دجال کے ظلم وستم سے محفوظ کیا جائے اور خلافت راشدہ کی راہ دوبارہ ہموار کی جائے۔

اللہ کے نبی ﷺ نے مسلمانوں کے خلاف ایک آخری عظیم اور خونی جنگ کی پیشین گوئی کی ہے جو مسلمانوں کے خلاف لڑی جانیوالی اب تک کی تمام جنگوں میں سب سے زیادہ ہولناک ہوگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس جنگ میں مسلمانوں کے ۱۰۰ میں سے ۹۹ آدمی شہید ہو جائیں گے۔ یہ جنگ اہل روم (یعنی آج کی امریکی و برطانوی مشترکہ فوج وغیرہ) کے ساتھ لڑی جائے گی۔ لہٰذا یہ حقیقت ہم پر واضح رہنی چاہئے کہ یہ جنگِ عظیم یا الملحمۃ الکبری (Armageddon) حضرت امام مہدی کے دور ہی میں واقع ہو گی۔ حدیث میں بتایا گیا ہے کہ اس وقت مدینہ تباہ ہو رہا ہوگا اور یروشلم پھل پھول رہا ہوگا۔ (ابوداؤد)

حضرت مہدی کا ظہور اس وقت ہوگا جب حجاز میں (اس وقت سعودی عرب کا نام حجاز تھا) تین شہزادوں کے درمیان خانہ جنگی اور خونریزی برپا ہوگی۔ یہ جنگ خلیفہ حجاز کی وفات کے وقت حکومت پر

قبضہ کرنے کی خاطر ہوگی۔ اس موقع پر کچھ افراد خانہ کعبہ کے طواف کے دوران حج کے زمانے میں حضرت مہدی کو ایک نیک اور شریف شخص سمجھ کر ان سے حکومت کے لئے بیعت کرنا چاہیں گے، وہ ان سے درخواست کریں گے کہ حضرت اپنا ہاتھ لائیے ہم اس پر بیعت کرتے ہیں۔ وہ بہت ہچکچائیں گے مگر لوگوں کے بے حد اصرار پر بالآخر ان کی بیعت تسلیم کرلیں گے۔ یوں وہ حجاز کے خلیفہ مقرر ہو جائیں گے۔ تاہم باقی مسلم دنیا اس بات سے بے خبر ہوگی کہ امام مہدی کا واقعی ظہور ہو چکا ہے۔ البتہ ایک نشانی (زمین کا دھنسنا) جزیرۃ العرب میں ایسی ہوگی کہ جس کے وقوع کے بعد تمام مسلم دنیا انہیں امام مہدی کی حیثیت سے شناخت کرلے گی۔

حدیثوں میں آتا ہے کہ انہیں شہید کرنے کے لئے سب سے پہلے ملک شام، اردن، فلسطین، لبنان اور سوریا کی منافق فوجیں روانہ ہوں گی۔ جیسا کہ آج کل بھی ہمارے مسلم حکمران اپنا اقتدار بچانے کے لئے بے شمار مسلم مجاہدین کو شہید کر رہے ہیں۔ قیامت سے پہلے بھی منافق مسلم حکمرانوں کی ایسی ہی کارروائیاں جاری رہیں گی۔ تاہم چونکہ اللہ تعالیٰ کو حضرت مہدی سے خصوصی کام لینا ہوگا اس لئے وہ انہیں ان شامی افواج سے قطعی محفوظ رکھے گا اور مدینے سے پہلے پہلے بیداء کے مقام پر (مدینہ اور مکہ کے درمیان) تمام زمین پھٹ جائے گی اور وہ ساری افواج اس میں دھنس کر ہلاک ہو جائیں گی۔ (مسلم، ابن ماجہ)۔ بیشک اللہ کی چالوں کے مقابلے میں انسانوں کی چال کبھی کامیاب نہیں ہوسکتی۔ وہ انسانوں کو وہاں سے آگے دبوچتا ہے، جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا کیونکہ یہ زمین وآسمان اور یہ کائنات سب کی سب اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔

حضرت امام مہدی کی شناخت کے لئے مذکورہ نشانی سب سے اہم ثابت ہوگی اور جب مسلم دنیا کو شامی یا اُردنی افواج کا زمین میں دھنسنا معلوم ہوگا تو لوگ جوق در جوق ان کے ہاتھ پر بیعت کے لئے پل پڑیں گے اور یوں تمام مسلم دنیا کی مشترک فرمانروائی حضرت محمد بن عبداللہ کے ہاتھوں میں آجائے گی۔ حدیث میں آتا ہے کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ایک ہی رات میں ان کے اندر ہر قسم کی ضروری صلاحیتیں بھر دے گا تاکہ وہ دجال اور اس کے خونی گروہ سے مقابلہ کرسکیں (ابن ماجہ)

ظاہر ہے کہ جدید جنگی علوم، جنگی ایڈمنسٹریشن اور کمپیوٹر کے علم کے بغیر اس وقت کی جنگ لڑنا ناممکن ہوگا اس لئے اللہ تعالیٰ انہیں تمام علوم وفنون سے بہرہ ور کردے گا، چنانچہ اس کے بعد وہ دجال کے آگے سرنگوں ہونے اور سر اطاعت جھکانے (Surrender) کرنے سے انکار کردیں گے۔ ایک طرف دجال انہیں للکار رہا ہوگا اور دوسری طرف وہ دجال پر دہاڑ رہے ہوں گے۔

Presented by www.ziaraat.com

دبے اور پسے ہوئے مسلمانوں کے لئے یہ ایک حیرت انگیز تجربہ ہوگا کہ ان کا کوئی سپہ سالار اور صدر مملکت دجالی نظاموں کو یوں آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جرأت سے للکار سکے، اور تب ہی تمام مسلمانوں کے حوصلے یکدم بلند ہو جائیں گے۔

حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ کالے پرچموں والے خراسان سے برآمد ہوں گے جنہیں کوئی پسپا نہیں کر سکے گا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے پرچم ایلیا (یروشلم) پر لہرا دیں گے۔ (ابن ماجہ، مسند احمد)

اسی طرح آپ نے فرمایا کہ جب تم خراسان سے کالے پرچموں والے لوگوں کو دیکھو تو ان کی بیعت کرو، خواہ تمہیں برف کے اوپر گھسٹ کر ہی کیوں نہ جانا پڑے۔ کیونکہ ان میں تمہارا ہدایت یافتہ خلیفہ (مہدی) ہوگا۔ (مسند احمد، ابن ماجہ)

واضح رہے کہ نبی کریم ﷺ نے برف سے ڈھکے ہوئے پہاڑ نہیں دیکھے تھے لیکن اس کے باوجود اگر آپ ﷺ نے ان پہاڑوں کا ذکر کیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ آپ ﷺ نے یہ الفاظ خدائی ہدایات کے تحت ادا کئے ہیں۔ اس حدیث میں خراسان کا جو لفظ آیا ہے، اس سے مراد ایران کا موجودہ خراسان نہیں ہے بلکہ اس سے وہ پہاڑی علاقے مراد ہیں جو موجودہ خراسان سے لے کر افغانستان، پاکستان، ترکی اور آذربائیجان تک پھیلے ہوئے ہیں۔ قدیم زمانے میں خراسان اسی طویل پہاڑی پٹی کو کہا جاتا تھا۔

جب حضرت امام مہدی کا ظہور ہوگا، اس وقت تک انہیں خود بھی پتہ نہیں ہوگا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے منتخب بندے ہیں، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ان سے کوئی خصوصی کام لینا چاہتا ہے۔ اس کا اندازہ انہیں تب ہوگا جب مسلمان ان کے ہاتھ پر بیعت کر لیں گے اور اللہ تعالیٰ ان میں تمام خوبیاں اور صلاحیتیں ودیعت کر دے گا۔ آخر میں اس تمام عالمی قضیوں اور فتنوں (یعنی دجال، الملحمۃ الکبریٰ اور یاجوج ماجوج) کو دنیا سے سمیٹنے اور نیست و نابود کرنے کیلئے خدا تعالیٰ آسمان سے حضرت عیسیٰؑ کو نازل کرے گا۔ ان کے نزول کے وقت حضرت مہدی دنیا میں موجود ہوں گے کیونکہ نزول کے وقت فجر کی نماز اس وقت امام مہدی ہی پڑھا رہے ہوں گے (ابن ماجہ) وہی فوج کی کمان بھی کر رہے ہونگے اور وہی نمازوں کی امامت بھی کر رہے ہونگے۔ جیسا کہ روایت میں آتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ ان کی پشت پر ہاتھ رکھ کر کہیں گے کہ تم ہی نماز پڑھاؤ کیونکہ میں تو تمہارے نبی ﷺ کے ایک امتی کی حیثیت سے واپس آیا ہوں۔ (مسند احمد)

یہاں اس حقیقت پر بھی توجہ کرنی ضروری ہے کہ دجال، امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے وقت کی تمام جدید ترین سہولتوں اور ایجادات سے فائدہ اٹھائیں گے۔ آج کے انتہائی ترقی یافتہ اور سائنسی معراج کے دور میں یہ بات ناممکن نظر آتی ہے کہ یہ خدائی شخصیات محض پیدل چلیں، یا گدھوں پر

سواری کریں اور ان کی آواز کو انسانی مکبر دور تک پہنچائیں۔ ہمارے حساب سے اس وقت یہ تصور ناممکن ہوگا کیونکہ دجال کی خصوصیات میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اس کی آواز ہر جگہ سنی جائے گی اور وہ جب چاہے دنیا کے کسی بھی حصے میں آناً فاناً جا سکے گا۔ یہ اشارہ ہے آج کے دور کے میڈیا اور جنگی وسول طیاروں کی جانب۔ تو جب دجال ان تمام ایجادات کا فائدہ اٹھائے گا تو یقینی طور پر حضرت مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام بھی جوابی طور پر ان ایجادات کو اپنے لئے استعمال کرینگے۔ یہی بات مولانا مودودی نے بھی حضرت مہدی کے بارے میں کہی ہے جسے قارئین اس مضمون کے آخر میں پڑھیں گے۔

ایک حدیث میں دجال کے اصفہان سے بھی نکلنے کا ذکر ہے۔ (مسلم کتاب الفتن) ایک دوسری حدیث میں یہ بھی ذکر ہے کہ دجال کے ساتھ اصفہان کے ستر ہزار یہودی ہوں گے۔ (مسلم) اس وقت تو غالباً اصفہان میں یہودیوں کی تعداد کچھ نہیں ہے لیکن عین ممکن ہے کہ یہودیوں کو اپنے ابتدائی دو ہزار سال کی طرح تاریخ میں ایک بار پھر دربدر منتشر ہونا پڑے اور ان کا ایک حصہ قیامت سے پہلے اصفہان (ایران) میں بھی جا کر آباد ہو جائے۔ اس کا دوسرا مطلب یہ ہوگا کہ گویا اس وقت تک اسرائیل بالکل تباہ و برباد ہو چکا ہوگا اور زمین پر یہودیوں کے لئے ایک بار پھر کوئی جائے پناہ نہیں ہوگی۔ اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے سورۂ آل عمران آیت نمبر ۱۱۲ میں یوں فرمایا ہے کہ

''یہ جہاں بھی پائے گئے، ان پر ذلت کی مار پڑی۔ کہیں اللہ یا انسانوں کی حفاظت میں انہیں پناہ مل گئی تو اور بات ہے، یہ اللہ کے غضب میں گھر گئے ہیں اور محتاجی و مغلوبی ان پر مسلط کر دی گئی ہے۔''

سعودی عرب کے مفکر ڈاکٹر سفر عبدالرحمان حوالی نے بھی اپنی کتاب The Day of Wrath (ترجمہ یوم الغضب) نے یہودی صحیفوں کے تجزیئے سے یہ بات نکالی ہے کہ 2012 تک دنیا میں اسرائیل کا کوئی وجود باقی نہیں رہے گا۔

نبی کریم ﷺ نے مشکوٰۃ اور نسائی میں فرمایا ہے کہ ''یہ امت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کے اول میں میں ہوں، درمیان میں امام مہدی اور آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام'' (ترمذی، نسائی)

ہمارا مطالعہ یہ کہتا ہے کہ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور ان کے صحیح عقائد بیان کرنے کے بعد تمام عیسائی مسلمان ہو جائیں گے (بخاری و مسلم) اور عیسائیت دنیا سے مٹ جائے گی، اسی طرح حضرت محمد بن عبداللہ المہدی کے ظہور کے بعد شیعیت بھی دنیا سے ختم ہو جائے گی اور اہل تشیع ان کے ہاتھ پر، ایمان لا کر تمام مسلمانوں کا اجتماعی مذہب قبول کر لیں گے۔ اہل تشیع اور اہل سنت کے درمیان اس وقت امام مہدی ہی نشانی اور حجت کے طور پر سامنے آئیں گے۔

Presented by www.ziaraat.com

حضرت ابو ہریرۃؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''کیا تم نے اس شہر کے بارے میں سنا ہے کہ جس کا ایک حصہ خشکی ہے اور باقی حصہ سمندر ہے؟'' انہوں نے جواب دیا۔ ''جی ہاں''۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ بنی اسحاق کے ستر ہزار افراد اس پر حملہ نہیں کریں گے۔ جب مسلمان وہاں اتریں گے تو نہ تو وہ ہتھیاروں سے لڑیں گے، نہ تیراندازی کریں گے بلکہ صرف یہ کہیں گے کہ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ یہ کلمہ سن کر (سمندر کی طرف کی) ایک دیوار گر جائے گی۔ اس کے بعد وہ ایک بار پھر یہی کلمہ دہرائیں گے اور شہر کے دوسری طرف کی دیوار بھی گر جائے گی، اب وہ ایک بار پھر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہیں گے اور شہر کے دروازے ان کے لئے کھل جائیں گے۔'' یہ کہہ کر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''ابھی وہ اس جنگ کے ثمرات سمیٹ ہی رہے ہوں گے کہ یکا یک شور ہوگا اور آواز آئے گی کہ ''دجال آگیا ہے۔'' (مسلم) اگرچہ یہ حدیث عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق ہے لیکن چونکہ اس میں دجال کا بھی ذکر ہے، اس سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ اس وقت امام مہدی بھی اس لشکر میں موجود ہوں گے۔ (مذکورہ حدیث میں البتہ ان کی صراحت موجود نہیں ہے)

دوسری اہم حقیقت اس حدیث سے جو سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ قسطنطنیہ قیامت سے پہلے ایک بار پھر مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل چکا ہوگا۔ یا غالباً یہودی اس شہر کا عظیم گھیراؤ کر چکے ہوں گے۔

امام مہدی کے بارے میں مولانا مودودی کا تجزیہ (خلاصہ)

مولانا مودودی اپنی معروف کتاب ''تجدید و احیائے دین'' میں فرماتے ہیں۔

امام مہدی اپنے دور کی ٹیکنالوجی اور سائنسی ترقی سے پوری طرح بہرہ ور ہوں گے۔ دنیا کے لوگ عموماً اور مسلمان خصوصاً اس دور میں جن مسائل سے دوچار ہوں گے، ان کا انہیں مکمل علم ہوگا۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ امام مہدی کوئی اگلے وقتوں کے مولویانہ وضع قطع کے آدمی ہوں گے مگر میں جو کچھ سمجھا ہوں اس سے معاملہ مجھ کو بالکل برعکس نظر آتا ہے۔ میرا اندازہ ہے کہ آنے والا اپنے زمانے میں بالکل جدید ترین طرز کا لیڈر ہوگا۔ وقت کے تمام علوم جدیدہ پر اس کو مجتہدانہ بصیرت حاصل ہوگی اور سیاسی تدبر اور جنگی مہارت کے اعتبار سے وہ تمام دنیا پر اپنا سکہ جما دے گا۔ (تجدید و احیائے دین) مولانا مودودی کی بات کی وضاحت اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں حضرت علیؓ نے ابوداؤدؒ سے کہا کہ میرے بیٹے حسنؓ کی نسل میں سے آنے والا شخص کردار و اخلاق میں نبی کریم ﷺ سے مشابہ ہوگا لیکن ظاہری حلیئے میں وہ ان سے مختلف ہوگا۔ (مشکوٰۃ، ابوداؤد)

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''کتنی تعجب کی بات ہے کہ میری امت کے لوگ

خانہ کعبہ پر اسی لئے حملہ کریں گے کہ وہ قریش کے ایک شخص کو قتل کرنا چاہیں گے جب کہ وہ اس گھر (خانہ کعبہ) میں پناہ طلب کرے گا۔'' (مسلم، کتاب الفتن)

دوسری طرف ایک تبع تابعی حضرت مطارؒ فرماتے ہیں کہ ''ہمیں بتایا گیا ہے کہ امام مہدی وہ کام کریں گے جو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے بھی نہیں کیا تھا۔ ہم نے پوچھا وہ کیا کام ہے؟ کہنے لگے ایک آدمی ان کے پاس آئے گا اور ان سے امداد طلب کرے گا۔ وہ کہیں گے کہ اندر جاؤ اور خازن سے رقم وصول کرلو۔'' پھر وہ باہر آکر دیکھے گا کہ لوگ بہت مطمئن اور آسودہ حال ہیں، یہ دیکھ کر وہ شرمندہ ہوگا اور امام مہدی سے امداد کی رقم واپس لینے کی درخواست کرے گا۔ لیکن امام مہدی یہ کہتے ہوئے نامنظور کردیں گے کہ دینے کے بعد ہم کوئی چیز واپس نہیں لیتے۔'' (الوارده)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''تمہارے خزانوں کے قریب میری امت کے تین افراد ایک دوسرے سے جنگ کریں گے اور ان میں سے ہر ایک خلیفہ کا بیٹا ہوگا۔ لیکن یہ خزانہ ان میں سے کسی کو بھی نہیں ملے گا۔ اسی دوران مشرق سے کالے پرچم ظاہر ہونا شروع ہوجائیں گے (اس دوران) لوگ تمہیں اس عظیم پیمانے پر قتل کریں گے کہ اس سے پہلے تمہیں کسی نے اتنے بڑے پیمانے پر قتل نہیں کیا ہوگا'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''جب تم اسے (مہدی کو) دیکھو تو اس سے بیعت کرنے کا عہد کرو، خواہ تمہیں برف کے اوپر گھسٹ کر ہی کیوں نہ جانا پڑے کیونکہ ان کے درمیان اللہ کا خلیفہ (المہدی) موجود ہوگا'' (ابن ماجہ، کتاب ظہور مہدی)

حضرت امام مہدی کی فتوحات کے نتیجے میں دوسرے بہت سے اثرات کے علاوہ مغربی معیشت زوال کا شکار ہوگی اور اس کے باشندے اپنی شاہانہ طرزِ زندگی کو بدلنے پر مجبور ہوجائیں گے۔ لہٰذا عین ممکن ہے کہ اس موقع پر کفار حسب دستور دنیا کے مسلم ممالک پر اقتصادی و سیاسی پابندیاں Sanctions نافذ کردیں۔ تاہم اس کا قابل لحاظ پہلو یہ بھی ہے کہ جیسے جیسے وقت گزرتا جائے گا امام مہدی کے اثرات، وسائل اور فوجی قوت میں مسلسل اضافہ ہوگا جس کے نتیجے میں مغربی معیشت کمزور تر ہوتی جائے گی۔

مندرجہ بالا تفصیلی سطور سے حضرت محمد بن عبداللہ (المہدی) کی شخصیت اور تمام تر اہمیت ہماری سمجھ میں آجاتی ہے۔ ان کی اہمیت سمجھنے کے لئے اس حدیث کو جاننا بھی بہت ضروری ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوسکتی جب تک کہ عربوں پر میرے خاندان اور میرے ہی نام والا ایک شخص حکمرانی نہ کرلے۔ (ترمذی، مسند احمد)

Presented by www.ziaraat.com

بنی اسرائیل ☆ قرآن کی روشنی میں

بنی اسرائیل کا مطلب ہے اسرائیل کی اولاد یا ان کی نسل، اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب تھا جو انہیں اللہ تعالیٰ نے عطا کیا تھا۔ اسرائیل کا مطلب ہے اللہ کا بندہ یعنی عبداللہ۔ انہی کی نسل کو بنی اسرائیل کہا جاتا ہے اور یہودی اپنے اس نام پر فخر کرتے ہیں وہ خود کو Children of Israel کہلوانا پسند کرتے ہیں۔

یہ وہ واحد قوم ہے جس پر کیئے گئے احسانات، اس کے جرائم اور اسے دی گئی سزاؤں کا ذکر قرآنِ پاک میں بہت تفصیل کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ اس قوم کا ذکر اللہ تعالیٰ نے عیسائی قوم کے مقابلے میں کہیں زیادہ کیا ہے اور اسے پورے قرآنِ پاک میں پھیلایا ہے۔ اگر ہم دیکھنا چاہیں تو اس قوم کے حالات ہمیں البقرۃ، آل عمران، النساء، المائدہ، جاثیہ، الصّف، الصفّٰت، الاعراف اور بنی اسرائیل وغیرہ میں بکھرے ہوئے ملتے ہیں۔

قوم بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے ایک طویل عرصے تک دنیا کی قوموں کی رہنمائی و امامت کے لئے منتخب کیا تھا۔ اس وقت ان کا خیر ان کے شر پر غالب تھا۔ لیکن جب ان کی بداعمالیاں عروج پر پہنچ گئیں اور وہ اللہ کے نبیوں کو قتل کرنے لگے تو نبی کریم ﷺ کے دور میں انہیں اس منصب سے معزول کر دیا گیا اور امتِ مسلمہ کو دنیا کی امامت کے لئے منتخب کیا گیا۔ یہودی چونکہ قرآنِ پاک پر ایمان نہیں رکھتے ہیں اس لئے معزولی کی ان آیات کو بھی وہ تسلیم نہیں کرتے۔ اسی لئے وہ آج بھی خود کو خدا کی پسندیدہ اور چنی ہوئی قوم قرار دیتے ہیں۔ یعنی The chose people of God حالانکہ اس وقت خدا کی منتخب کردہ قوم مسلم ہے نہ کہ یہودی۔

اس قوم پر اللہ تعالیٰ نے بار بار انعام فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی منشاء یہ تھی کہ جس مقصد کے لئے اس قوم پر نظرِ عنایت کی گئی ہے، وہ اس پر پوری اترے۔ یہی وجہ ہے کہ انعامات کا ایک طویل سلسلہ اس پر جاری رہا۔ سب سے بڑا انعام تو یہی تھا کہ انہیں فرعون کی غلامی و بربریت سے نجات دلائی جب کہ وہ ان کے مرد بچوں کو کھلے عام قتل کرتا تھا۔ یہودی قوم خود تسلیم کرتی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے سب سے بڑے محسن ہیں۔ اگر وہ نہ آتے تو یہ قوم فرعون کے ظلم کا نشانہ بن کر نہ جانے کب کی اس دنیا سے ختم ہو چکی ہوتی۔ اس کے بعد دوسرا بڑا انعام اللہ تعالیٰ نے اسے یہ دیا کہ اسے تمام اقوام عالم کا سردار بنایا اور اسے دوسری قوموں پر فضیلت بخشی۔ ایک اور انعام جو اللہ تعالیٰ نے ان یہودیوں کو دیا، وہ یہ تھا کہ جب وہ سمندر

سے بحفاظت نکل کر صحرائے سینا میں پہنچے جہاں سائے اور پانی اور رزق کا کوئی انتظام نہ تھا، تو اللہ تعالیٰ نے وہاں ان کے لئے بادلوں کو مستقل طور پر تعینات کر دیا جس کی وجہ سے انہیں عرب اور صحرا کی تپش والی دھوپ سے نجات ملی۔ دوسری طرف ان کے بارہ قبیلوں کے لئے بارہ علیٰحدہ میٹھے چشمے جاری کر دیئے تا کہ انہیں پانی کے مسئلے پر کہیں آپس میں جھگڑنا نہ پڑ جائے۔

دوسری طرف ہر روز رات کو آسمان سے قدرتی بہترین غذا من وسلویٰ اتاری جو ان کی اس وقت کی لاکھوں کی آبادی کیلئے ایک طویل عرصے تک خوراک کا کام انجام دیتی رہی۔ انہیں اپنی غذا کیلئے تب کوئی مشقت نہیں اٹھانی پڑتی تھی۔ آخر چنی ہوئی پسندیدہ قوم ہونے کا ثبوت اس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہے؟ پھر جب ان اسرائیلیوں نے ضد کر کے اپنے لئے سبزی، گندم اور لہسن پیاز وغیرہ کی طلب کی تو اگرچہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات بہت بری لگی لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ غذا بھی زمین سے بہت وافر مقدار میں مہیا کی۔

ایک طرف ان پر یہ انعامات تھے اور دوسری طرف ان کے جرائم تھے کہ بڑھتے ہی چلے جا رہے تھے۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے سزائیں دے کر انہیں بار بار معاف کر دیتا تھا۔ انہوں نے سینکڑوں بار خطائیں کیں اور وہ سینکڑوں بار معاف کئے گئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں بارہ قبیلوں میں تقسیم کر کے ان کی تنظیم سازی کی تھی اور ان پر بارہ الگ الگ نقیب (رہبر) مقرر کئے تھے جو انہیں بے راہ روی اور بداخلاقی سے بچانے کے ذمہ دار تھے۔ یہ بارہ قبیلے حضرت یعقوب علیہ السلام کے دس، اور حضرت یوسف علیہ السلام کے دو بیٹوں کی نسلوں پر مشتمل تھے۔ جس مقام سے بنی اسرائیل نے سمندر یعنی بحیرۂ احمر (Red Sea) کو پار کیا تھا، وہ مصر کے شہر اسماعیلیہ اور نہر سوئز کے درمیان کا علاقہ تھا۔ یہیں سے نکل کر وہ جزیرہ نمائے سینا کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ سینا کے علاقے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو چالیس دن اور چالیس راتوں کے لئے کوہِ طور پر بلایا تھا۔ اس پہاڑ کی چوٹی پر وہ غار (کھوہ) آج بھی زیارتِ گاہ خواص وعوام بنی ہوئی ہے جہاں آپ نے چالیس شب و روز گزارے تھے۔ یہیں پر مسلمانوں کی ایک مسجد اور عیسائیوں کا ایک گرجا بھی قائم ہے۔

ہونا یہ چاہئے تھا کہ اتنی فضیلت اور انعام کے بعد اسرائیلی خود کو مکمل طور پر تبدیل کر لیتے اور خود کو اللہ کے فرمانبردار بندوں کی شکل میں ڈھال لیتے۔ لیکن افسوسناک طور پر انہوں نے ظلم اور سازش کی روش نہ چھوڑی۔ حد یہ ہے کہ وہ اللہ کے بیشتر نبیوں کو قتل کرتے رہے یا انہیں عذاب دیتے رہے۔ ان کے درمیان آنے والے اور تعذیب کئے جانے والے بعض نبیوں کے نام یہ ہیں۔ حضرت الیاسؑ، حضرت ذکریاؑ، حضرت الیسعؑ، حضرت یحییٰؑ، حضرت یوشعؑ، حضرت یسوعؑ، حضرت ہارونؑ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت

Presented by www.ziaraat.com

داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ۔ انہوں نے ان تمام نبیوں کا انکار کیا، ان کا مذاق اڑایا اور ان میں سے بعض کو انہوں نے فی الواقع قتل بھی کیا۔

کتاب اللہ یعنی توریت سے ان کی غفلت کا یہ حال ہو گیا تھا کہ حضرت موسیٰؑ کے سات سو سال بعد ہیکل سلیمانی کے سجادہ نشین، نیز یروشلم کے یہودی حاکم کو یہ تک معلوم نہ تھا کہ ان کے ہاں تورات نامی کوئی کتاب بھی موجود ہے۔ انہوں نے حضرت موسیٰؑ کے بعد بت پرستی کا دوبارہ آغاز کر دیا اور ''بعل'' کو اپنا سب سے بڑا دیوتا مان لیا جس کا ذکر آج بھی ان کی کتابوں میں پایا جاتا ہے۔ یروشلم میں انہوں نے بعل دیوتا کا مندر اور مذبحہ خانہ بھی تعمیر کیا تھا۔

حضرت یحییٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی جب بعثت نہیں ہوئی تھی تو اس دوران وہ آنے والے تین نبیوں کا بے چینی سے انتظار کرتے تھے۔ ایک حضرت الیاس علیہ السلام، دوئم حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور سوم خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ لیکن آنے والے ان تینوں نبیوں کا انہوں نے بری طرح انکار کیا اور انہیں بدترین اذیتیں پہنچائیں۔ نبی ﷺ کے لئے وہ ''وہ نبی'' کی اصطلاح بھی استعمال کیا کرتے تھے۔ انجیل یوحنا (جان) کے الفاظ یہ ہیں۔

''اور یوحنا کی گواہی یہ ہے کہ جب یہودیوں نے یروشلم سے کاہن اور لاوی یہ پوچھنے کو اس کے پاس بھیجے تو کون ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ میں تو مسیح نہیں ہوں۔ انہوں نے پھر پوچھا کہ پھر تو کون ہے؟ کیا تو ایلیاہ (الیاسؑ) ہے۔ اس نے کہا میں ایلیاہ نہیں ہوں۔ انہوں نے ایک بار پھر پوچھا کہ کیا تو وہ نبی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ پھر انہوں نے کہا کہ پھر تو ہے کون؟ اس نے کہا ''میں بیابان میں ایک پکارنے والے کی آواز ہوں کہ تم خدا کی راہ سیدھی کرو۔'' (انجیل یوحنا۔ باب 1۔ ایات 19 تا 25)

ان الفاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل حضرت عیسیٰؑ اور الیاسؑ کے علاوہ ایک اور نبی کے منتظر تھے جو اتنے شناسا تھے کہ ان کے لئے ''وہ نبی'' کے الفاظ کہہ دینا بھی کافی ہو جاتا تھا۔ ''وہ نبی'' سے مراد پیغمبر خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

یہاں یہ بات بھی واضح رہنی چاہئے کہ حضرت موسیٰؑ کے بعد حضرت عیسیٰؑ تک جتنے بھی انبیاء آئے وہ سب کے سب حضرت موسیٰؑ کی توریت ہی کے پیرو تھے اور از خود کوئی نئی شریعت لے کر دنیا میں نہیں آئے تھے۔

قصہ بنی اسرائیل سے مسلمانوں کو یہ سبق ملتا ہے کہ انہیں اپنی زندگیوں میں وہ رویہ اختیار نہیں کرنا چاہئے جیسا کہ یہودیوں نے کیا تھا کہ وہ برائی اور ذلت کے عادی ہو گئے تھے اور خدائی احکامات کو

پیروں تلے روندتے تھے۔ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے مخاطب ہو کر کہا تھا کہ آخر کار تم بھی پچھلی امتوں کی روش پر چل کر رہو گے۔ حتیٰ کہ اگر وہ کسی گوہ کے بل میں گھسے ہیں تو تم بھی اس میں جا گھسو گے۔ صحابہ کرامؓ نے حیران ہو کر پوچھا کہ اس سے آپ ﷺ کی کیا مراد ہے؟ یہود و نصاریٰ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''اور کون؟'' افسوس کہ آج مسلمان اسی حدیث کے مصداق ہو گئے ہیں اور ہر وہ غلط کام کر رہے ہیں جو یہود و نصاریٰ نے کیا تھا۔

یہود اور اسرائیل: چند قابل ذکر حقائق

☆ یہودیوں کا دعویٰ ہے کہ فلسطین ان کا آبائی وطن ہے۔ حالانکہ یہ محض ایک دھوکا ہے۔ اس سرزمین کے نسلی باشندے کوئی اور تھے جن کے نام بائبل میں وضاحت کے ساتھ دیئے گئے ہیں۔ یہودیوں نے تیرہ سو سال قبل مسیح میں یہاں داخل ہو کر مقامی باشندوں کا قتل عام کیا اور دو سو سال کی دہشت گردی کے بعد وہ آ کر اس علاقے پر قابض ہو گئے۔ بنی اسرائیل نے ان لوگوں کا قتل عام اسی طرح کیا تھا جس طرح وہ آج فلسطینیوں کا قتل عام کر رہے ہیں۔ صیہونیوں کا کہنا تھا کہ خدا نے یہ ملک انہیں آبائی میراث میں دیا ہے۔

یوں اگر دیکھا جائے تو ان کا اصل وطن مصر ہے جہاں وہ فرعون کے زمانے تک آباد رہے اور بعد میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہاں سے نکالے گئے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے مصر، مدینہ منورہ اور فلسطین و عراق وغیرہ کا کنعانی علاقہ حضرت ابراہیمؑ اور ان کی نسل کو دینے کا وعدہ کیا تھا جو بالآخر اس نے حضرت اسماعیلؑ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ تو اپنا یہ وعدہ 1400 سال پہلے ہی پورا کر چکا ہے۔

☆ اگر یہودیوں کی عارضی آبادی کے باعث اس علاقے (فلسطین) پر ان کا آبائی دعویٰ ہے تو پھر اسپین پر مسلمان اپنی آبائی حکومت کا دعویٰ کیوں نہ کریں جہاں مسلمانوں نے تقریباً 800 سال تک بلاشرکتِ غیرے حکمرانی کی ہے؟

☆ اس علاقے پر اسرائیل کی متحدہ بادشاہت 98 سالوں تک قائم رہی یعنی 1020 ق م سے 922 ق م تک، جس کے بعد اس متحدہ بادشاہت کے خلاف بغاوت ہوئی اور وہ آخر کار دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔

(1) جوڈا : جنوبی حصے کی بادشاہت جو آٹھ سو برس تک قائم رہی۔

Presented by www.ziaraat.com

(2) اسرائیل: شمالی حصے کی بادشاہت جو پانچ سو برسوں تک قائم رہی۔

☆ فلسطین پر یہودیوں کے طویل قبضے کے بعد نویں صدی ق م میں اسیریا نامی ایک حکومت نے شمالی فلسطین پر قبضہ کرلیا اور وہاں کی یہودی حکومت کا بالکل خاتمہ کردیا۔

☆ چھٹی صدی قبل مسیح میں بابل کے بادشاہ بخت نصر نے جنوبی فلسطین پر قبضہ کر کے تمام یہودیوں کو وہاں سے نکال باہر کیا اور بیت المقدس شہر کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ ان کی عظیم عبادت گاہ ''ہیکل سلیمانی'' جسے حضرت سلیمانؑ نے دسویں قبل مسیح میں تعمیر کرایا تھا، بادشاہ بخت نصر نے اسے بالکل پیوند خاک کردیا۔ بابلی بادشاہ بخت نصر بنی اسرائیل کیلئے آج بھی خوف کی علامت سمجھا جاتا ہے۔

☆ اس کے بعد ایرانیوں نے فلسطین پر دوبارہ قبضہ کیا اور اپنی مہربانی سے یہودیوں کو مظلوم سمجھتے ہوئے انہیں دوبارہ وہاں بسایا اور ہیکل سلیمانی کو ان کی خاطر دوبارہ تعمیر کرایا۔

☆ اس واقعے کے تین چار سو سالوں کے بعد 070ء میں رومی بادشاہ ''طیطوس'' Titus نے بیت المقدس پر ایک بار پھر قبضہ کیا اور شہر اور ہیکل کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ اس نے پورے فلسطین سے اسرائیلیوں کو نکال باہر کیا اور وہاں عربی النسل قبائل کو لاکر آباد کیا جو وہاں کے اصلی موروثی باشندے تھے۔

☆ اس لحاظ سے شمالی فلسطین میں عرب تقریباً ڈھائی ہزار سال سے اور جنوبی فلسطین میں دو ہزار سال سے آباد چلے آرہے ہیں۔

☆ یہ بات بالکل واضح رہنی چاہئے کہ یہودی فلسطین کے اصلی باشندے نہ تھے بلکہ ابتداً وہ یہاں عربی قبائل پر جبراً قبضہ کر کے آباد ہوئے تھے۔ انہوں نے یہاں مقامی آبادی کی بری طرح نسل کشی (قتل عام) کیا تھا۔

☆ خلیفۂ دوم حضرت عمر ثانیؓ نے 637ء میں جب فلسطین فتح کیا تھا، اور وہ اپنے اونٹ پر بیٹھ کر بیت المقدس تشریف لائے تھے، تو یہ تاریخی ریکارڈ ہے کہ اس وقت یہاں کوئی ہیکل سلیمانی موجود نہ تھا کیونکہ 70ء عیسوی میں شاہ روم Titus نے اسے بالکل تباہ و برباد کردیا تھا۔ اسوقت وہاں یہودیوں کی کسی قابل لحاظ آبادی کا ذکر بھی نہیں ملتا ہے۔

☆ یہودیوں کے ساتھ مسلمانوں کا غزوۂ خیبر کے بعد کبھی جھگڑا نہیں رہا ہے۔ اس کے بعد یہودی سارے یورپ میں تتر بتر رہے اور پھر ان کی حکومت کبھی قائم نہ ہوسکی۔ بلکہ یہودیوں کی جلاوطنی Diaspora کے دور میں یہ مسلمان حکومتیں ہی تھیں جو جزیہ لے کر ان کی حفاظت کرتی اور انہیں ہر قسم کی

آزادی عطا کرتی تھیں۔ حتیٰ کہ بعض حکومتوں میں تو انہیں وزراء کے عہدوں پر بھی فائز کیا گیا۔

☆ دیوارِ گریہ جو یہودیوں کی ایک مقدس زیارت گاہ ہے اور جہاں وہ اپنے سر اور جسم کو رگڑ کر اللہ تعالیٰ سے گریہ وزاری کرتے ہیں، تباہی و بربادی کے نتیجے میں وہ بھی کہیں دب گئی تھی۔ عثمانی خلیفہ سلطان سلیم کو یہ دیوار اتفاقی طور پر نظر آئی تھی جس کے بعد اس نے اس جگہ کی صفائی کرائی اور وہاں یہودیوں کو عبادت کی اجازت دی۔ یہودیوں کی دیوارِ گریہ مسلمانوں ہی کی مرہونِ منت ہے۔

☆ اسرائیل واحد ملک ہے جس کی سرحدیں آج تک متعین نہیں ہیں۔ سرحدوں کے متعین نہ ہونے کا واضح مطلب ہے کہ اسرائیل ایک توسیع پسند جارح ملک ہے۔ وہ اپنی سرحدیں کھلی رکھ کر انہیں وسیع سے وسیع تر کر رہا ہے۔ آج کا اسرائیل 1948ء کے اسرائیل سے تین گنا وسیع ہے۔ آخر ایک ایسے ملک کو دنیا کیوں کر تسلیم کرتی ہے جس کی جغرافیائی حدود ہی واضح نہیں ہیں کیونکہ کوئی ملک جغرافیائی حدود کا نام ہوتا ہے۔ اسرائیل کی پارلیمنٹ پر یہ نعرہ آج بھی درج ہے کہ ''اے اسرائیل، تیری سرحدیں دریائے نیل سے دریائے فرات تک پھیلی ہوئی ہیں۔''

☆ یہ بات بھی تاریخی ریکارڈ ہے کہ جب ہٹلر یہودیوں پر بدترین عذاب برسا رہا تھا تو جولائی 1938ء میں 32 مغربی ممالک کے نمائندے فرانس میں جمع ہوئے کہ کون سا ملک کتنے یہودیوں کو اپنے ہاں پناہ دے سکتا ہے تو یہودیوں کی بڑھ چڑھ کر حمایت کرنے والے ملک امریکہ نے یہودی بچوں کو بھی اپنے ہاں پناہ دینے سے انکار کردیا جب کہ دوسرے تمام لاطینی و یورپی ممالک کا بھی یہی جواب تھا کہ نہیں۔ ''No''۔

☆ 1922ء میں جب کہ مجلس اقوام League of Nations نے فلسطین کو برطانیہ کے مینڈیٹ میں دیا تھا، یہودیوں کی کل مقامی آبادی 82 ہزار تھی جبکہ اس کے محض 14 سال بعد 1936ء میں ان کی تعداد بڑھ کر ساڑھے چار لاکھ تک پہنچ گئی تھی۔ اب 2000ء میں یہودیوں کی تعداد 43 لاکھ سے بھی تجاوز کرگئی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ 1922ء کے مقابلے میں 2000ء میں یہودی 5,244 فیصد بڑھ گئے ہیں۔ ساری دنیا سے یہودیوں کو بھاری تعداد میں جبراً لاکر بسایا جا رہا ہے اور فلسطینیوں کو شہید کیا جا رہا اور باہر دھکیلا جا رہا ہے۔

قیامت کی اہم اور بڑی نشانیاں

یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت اور اس سے پہلے

Presented by www.ziaraat.com

آنے والے تمام واقعات کا تفصیلی ذکر فرمایا ہے جس سے مسلمانوں کو اپنے اعمال درست کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئیاں صحاح ستہ کی تمام کتابوں اور مشکوٰۃ شریف میں ''باب الفتن'' اور ''آثارِ قیامت'' میں عام طور پر مل جاتی ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار اپنے خطاب میں ارشاد فرمایا تھا کہ اس امت پر بحیثیت مجموعی پانچ ادوار گزریں گے:

(۱) میری نبوت کا (۲) خلافتِ راشدہ کا

(۳) کاٹ کھانے والی بادشاہت کا (۴) جبر و دہشت کی حکمرانی کا اور

(۵) ایک بار پھر خلافتِ راشدہ کا۔

اس لحاظ سے اول کے تین دور تو پہلے ہی گزر چکے ہیں یعنی نبوت، خلافتِ راشدہ اور کاٹ کھانے والی بادشاہت، جب کہ چوتھا دور یعنی جبر و دہشت کی حکمرانی، تو اس کا بھی تقریباً نصف دور گزر چکا ہے اور اب امتِ مسلمہ اپنی عمر کے بالکل آخری دور کے قریب کھڑی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ دور اب علاماتِ قیامت کے بہت زیادہ واضح ہونے کا ہے۔ قیامت کی بے شمار چھوٹی نشانیاں ہیں جو اب تک ظاہر ہو چکی ہیں مثلاً گانا بجانا گھر گھر عام ہو جائے گا، نچلے درجے کے لوگ بڑی بڑی عالیشان عمارتیں تعمیر کرنے لگیں گے اور لونڈیاں اپنی آقاؤں کو جنم دینے لگیں گی وغیرہ۔

تاہم بہت سی بڑی نشانیاں جن کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا ہے، ابھی ظاہر ہونی باقی ہیں۔ ان نشانیوں کا تعلق عالمی سیاسی حالات سے بہت گہرا ہے اس لئے ان کا مطالعہ ہمارے لئے خاص اہمیت کا حامل ہوگا۔ ذیل میں ان علامات کا تفصیلی ذکر کیا جاتا ہے۔ البتہ یہ امر ہمارے ذہن میں ضرور پیوستہ رہنا چاہئے کہ آیا یہ نشانیاں ٹھیک اسی طور پر ظاہر ہوں گی جس ترتیب سے ہم نے انہیں لکھا ہے، یا ان کی ترتیب کسی اور طرح ہوگی، اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ لہٰذا ان نشانیوں کے لئے کوئی مستند ترتیب نہیں بتائی جا سکتی۔

(۱) قیصر و کسریٰ کا خاتمہ

آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج کے بعد سے کسریٰ اور قیصر کا خاتمہ ہو جائے گا اور اس کے بعد پھر کوئی قیصر و کسریٰ نہیں ہوگا اور تم ان کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے۔ (مسلم کتاب الفتن)

قیصر سلطنتِ روم کا نمائندہ تھا بادشاہ اور کسریٰ ایران کے بادشاہ کا لقب تھا۔ غزوۂ روم اور غزوۂ ایران کے بعد ان دونوں بادشاہوں کا خاتمہ ہو گیا تھا اور ان ممالک کی فتح سے جو مالِ غنیمت ہاتھ آیا تھا،

مسلمانوں نے اسے تمام کا تمام اللہ کے دین کی توسیع میں خرچ کیا تھا۔ اس لحاظ سے یہ پیشین گوئی تو اب لفظ بہ لفظ پوری ہو گئی ہے۔ البتہ قیصر کی دوسری شکل، مغربی استعمار پسندی، خوفناک شکل میں آج بھی باقی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیصر کے خاتمے کی تو نشاندہی کر دی تھی لیکن حیرت انگیز طور پر آپ نے اہل روم کی سازشوں کا ذکر کئی بار فرمایا جو قیامت تک جاری رہیں گی۔ اس مقصد کے لئے کہیں آپ نے محض ''روم'' کا ذکر فرمایا ہے اور کہیں ''اروام'' کا ذکر فرمایا ہے جس سے یہ بات واضح طور پر ہماری سمجھ میں آتی ہے کہ عیسائی اقوام متحد ہو کر مسلمانوں پر یلغار کریں گی جیسا کہ بقیہ نشانیوں کے مطالعے سے آپ کو اندازہ ہوگا۔

(۲) اہل روم کی یلغار

ذومخبر ایک صحابی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ ''تم بازنطینیوں (اہل روم) کے ساتھ امن کا معاہدہ کرو گے پھر تمہاری غیر موجودگی میں وہ ایک دشمن سے مقابلہ کریں گے اور تم اس جنگ میں فتح یاب ٹھہرو گے اور مالِ غنیمت حاصل کرو گے۔ پھر تم واپس لوٹو گے اور ایک چراگاہ میں آرام کرو گے کہ اچانک ایک عیسائی اٹھے گا اور صلیب لہرا کر اعلان کرے گا کہ ''یہ فتح صلیب کی فتح تھی'' اس کی یہ آواز سن کر ایک مسلمان غصے میں اٹھے گا اور صلیب کو توڑنے کے ساتھ ساتھ اس عیسائی فرد کو بھی مار دے گا۔ یہ دیکھ کر بازنطینی جوشِ انتقام میں اندھے ہو جائیں گے اور تم سے جنگ کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ بعض دوسری روایتوں میں درج ہے کہ پھر وہ ایک خونی جنگ کے لئے پرچموں تلے اکٹھے ہوں گے جب کہ ہر پرچم کے نیچے 12000 سپاہی ہوں گے۔ پھر وہ تمہارے خلاف 9 ماہ تک ایک فوج چڑھا لائیں گے جیسے ایک عورت کے حمل کی مدت 9 ماہ ہوتی ہے۔ پھر وہ اس معاہدے کو توڑنے والے پہلے فریق ہوں گے۔ (مسند احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ)

یہ حدیث ٹھیک آج کے دور کی طرف اشارہ کر رہی ہے جب کہ عیسائی قومیں کم و بیش متحد ہو کر مسلمانوں کے خلاف اٹھ کھڑی ہوئی ہیں۔ اس حدیث میں جس مسلمان کا ذکر ہے کہ وہ غصے میں صلیب کو توڑے گا، اس سے مراد کوئی عام مسلمان سپاہی بھی ہو سکتا ہے اور کسی مسلم ملک کا باغیرت حکمران بھی ہو سکتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ شخصیت بذاتِ خود حضرت امام مہدی کی ہو۔

حدیث میں 80 پرچموں کا ذکر ہے جس کے دو معنی لئے جا سکتے ہیں۔ یہ چھوٹے بڑے 80 عیسائی ممالک بھی ہو سکتے ہیں یا ایک بڑا ملک امریکہ اور باقی 40 ممالک بھی ہو سکتے ہیں جب کہ امریکہ کی فوجیں اپنے فوجی دستوں کے علیحدہ علیحدہ پرچموں تلے حملہ آور ہو سکتی ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

(۳) کلین شیو قراء

مشرق سے ایسے لوگ اٹھیں گے جو اگرچہ قرآن کی تلاوت کریں گے۔لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔اور وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔صحابہ کرامؓ نے دریافت فرمایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی نشانی کیا ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اپنی داڑھی منڈوایا کریں گے۔(بخاری، کتاب التوحید)

قراء حضرات کی یہ کیفیت آج سب کے سامنے ہے۔مصر اور دوسرے ممالک سے ایسے قاری ہمارے سامنے آرہے ہیں جو بالکل کلین شیو ہوتے ہیں۔(اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ نمازیں بھی مکمل پڑھتے ہیں یا نہیں؟) یہ لوگ قرآن کو خوش الحانی سے پڑھتے ہیں مگر قرآن ان پر بہت کم اثر کرتا ہے۔یہی حال ہمارے ہاں آج کل کے نعت پڑھنے والوں کا بھی ہے۔ان میں سے بعض حضرات بہت نمایاں نعت خواں ہیں مگر ان کے چہرے داڑھی سے محروم ہیں۔

(۴) حجاز سے آگ کی برآمدگی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ حجاز سے ایک ایسی آگ نہ نکل جائے جس سے بصرہ کے اونٹوں کی گردنیں چمکنے لگ جائیں۔(بخاری و مسلم، کتاب الفتن)

بصرہ عراق کا معروف شہر ہے جو مدینہ سے کم از کم ایک ہزار میل کے فاصلے پر واقع ہوگا اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حجاز میں لگنے والی یہ آگ کتنی ہولناک ہوگی۔بعض محققین بیان کرتے ہیں کہ گزشتہ زمانے 654 ہجری میں یہ آگ پہلے ہی لگ چکی ہے تاہم ہمارا خیال ہے کہ یہ علامت قیامت کے وقوع سے بالکل متصل ہے۔

(۵) خودکشی کے خیالات

آپ ﷺ نے فرمایا۔"اس ذات کی قسم، جس کے قبضے میں میری جان ہے، یہ دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک کہ ایک آدمی کسی قبر کے پاس سے گزرے اور تمنا کرے کہ کاش اس کی جگہ میں یہاں لیٹا ہوتا۔" پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی یہ خواہش مذہبی لحاظ سے نہیں ہوگی بلکہ دنیاوی آفتوں اور مصیبتوں کے باعث اس کے اندر یہ خیال آئے گا۔"(بخاری و مسلم، ابوداؤد)

آج دنیا میں وحشت و بربریت نے جس طرح اپنا رنگ دکھایا ہے، اور انسان ذہنی و مالی سکون سے

جس طرح محروم ہو رہا ہے، اس سے اس کے دل میں خود بخود مر جانے کا خیال آتا ہے۔مسلمانوں میں بڑھتی ہوئی خودکشیوں کی بڑی وجہ یہی ہے۔مرے ہوئے شخص کو انسان زیادہ اچھا خیال کرتا ہے کہ وہ آج کی دکھ تکلیفوں سے آزاد ہو گیا ہے۔

اب جی حدودِ سود و زیاں سے گزر گیا
اچھا وہی رہا جو جوانی میں مر گیا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آج کے دور کی کتنی ٹھیک ٹھیک نشاندہی کی تھی۔

(۶) قتل و خونریزی میں اضافہ

آپ ﷺ نے بیان کیا کہ ایک وقت آئے گا کہ علم چھین لیا جائے گا۔کنجوسی دل میں گھر کر لے گی اور "ہرج" کی کثرت ہو جائے گی۔صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا "ہرج" سے آپ کی کیا مراد ہے یا رسول اللہ ﷺ؟ آپ ﷺ نے فرمایا "قتل قتل۔"

آج ہم خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ دنیا میں قتل و خونریزی کس قدر زیادہ بڑھ گئی ہے۔سینکڑوں اور ہزاروں انسانوں کو آنِ واحد میں ختم کر دیا جاتا ہے۔انسانوں کو ہلاک کرنے والی ایجادات فخر سے تیار کی جاتی ہیں۔مسلمان خود بھی آپس میں ایک دوسرے کو بے دردی سے ہلاک کر رہے ہیں اور مغربی قوتیں بھی مسلمانوں کا خون پورے اطمینان کے ساتھ بہا رہی ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ نہ مارنے والے کو پتہ ہوگا کہ اس نے کس جرم میں قتل کیا ہے اور نہ مرنے والے کو معلوم ہوگا کہ اسے کس بنیاد پر ہلاک کیا گیا ہے۔چنانچہ آج کل "ہرج" فی الواقع بڑھ گیا ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں "قتل، قتل۔"

(۷) نااہل حکمران

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امانتیں ضائع ہونے لگیں تو تم قیامت کا انتظار کرو۔سوال کیا گیا "امانتیں کس طرح ضائع ہوں گی یا رسول اللہ ﷺ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب حکومتیں نااہل لوگوں کے سپرد کی جانے لگیں تو امانتیں ضائع ہو جائیں گی۔(بخاری، کتاب العلم)

نااہل حکمرانوں کے سپرد ریاست و قوم کے اختیارات سونپ دینا قیامت کی واضح نشانیوں میں سے ایک ہے۔آج مسلم و غیر مسلم تمام ممالک میں نااہل لوگ حکومتوں پر فائز ہیں۔لوگ تکلیفوں اور مصیبتوں

Presented by www.ziaraat.com

سے بلک رہے ہیں مگر جب حکومت منتخب کرنے کا وقت آتا ہے تو لوگ چوروں، اچکوں اور ظالموں کو اپنا سربراہ منتخب کرتے ہیں اور دیندار اور غم گسار لوگوں کو مسترد کر دیتے ہیں۔

(۸) وقت کی برکتوں کا خاتمہ

آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ وقت سکڑ نے نہ لگ جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تب ایک سال ایک مہینے کے برابر، مہینہ ایک ہفتے کے برابر، ہفتہ ایک دن کے برابر اور ایک دن ماچس کی تیلی جلنے کے برابر لگنے لگا۔ (ترمذی، مشکوٰۃ، علاماتِ قیامت)

آج کل ہر شخص محسوس کر رہا ہے کہ وقت بہت تیزی سے گزر رہا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ ابھی کل ہی تو رمضان اور محرم گزر رہے ہیں اور آج پھر یہ ہمارے سامنے ہیں۔ آج وقت کی برکتیں بھی ہم سے چھین لی گئی ہیں۔

(۹) عرب میں ہریالی

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ عرب کی زمینیں ہری بھری نہ ہو جائیں اور ان میں دریا نہ بہنے لگ جائیں۔ (بخاری، مسلم، کتاب الفتن وعلاماتِ قیامت)

کبھی پورا عرب صحرا اور ریگستان کہلاتا تھا جہاں سبزے کا نام ونشان نہ پایا جاتا تھا لیکن آج سائنسی دور میں عرب کا بیشتر حصہ سبزے سے لہلہا رہا ہے۔ لہٰذا اس پیشین گوئی کا نصف حصہ تو اب تک پورا ہو چکا ہے اور بقیہ نصف جس میں دریاؤں کے بہنے کا ذکر ہے وہ بھی قیامت سے پہلے تک پورا ہو جائے گا۔

(۱۰) خواتین کی تعداد میں اضافہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے خواتین کی تعداد میں اضافہ ہو جائے گا اور مردوں کی تعداد کم ہو جائے گی یہاں تک کہ ایک مرد پچاس عورتوں کا نگہبان ہو گا۔ (بخاری کتاب العلم، مسلم کتاب النکاح)

یہ صورتِ حال اس وقت بڑی حد تک ہمارے سامنے ہے۔ ہم کسی گھر میں جھانکیں وہاں لڑکیوں کی تعداد لڑکوں کی نسبت زیادہ ہی ملے گی۔ کچھ تو پیدائش کے تناسب میں الٹ پھیر ہو گا اور کچھ جنگوں کے باعث مردوں کی تعداد گھٹتی چلی جائے گی حتیٰ کہ یہ تناسب ایک مرد اور پچاس عورت کا ہو جائے گا۔

(۱۱) دریائے فرات سے سونے کا پہاڑ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی کی ہے کہ عنقریب دریائے فرات سے سونے کا ایک پہاڑ برآمد ہو گا تو جس شخص کو سونے کا یہ پہاڑ ملے، تو وہ اس میں سے کچھ نہ لے۔ (بخاری، مسلم کتاب الفتن)

بعض مفسرین سونے کے اس پہاڑ سے عرب مما لک کا تیل مراد لیتے ہیں۔ لیکن ہمارا اس پر اتفاق نہیں ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو اس پہاڑ میں سے کچھ نہ لینے کی ہدایت کرتے ہیں جب کہ اگر یہ مسلم مما لک تیل سے مستفید نہ ہوں تو ان کی تمام معیشت برباد ہو جائے گی نیز تیل کی برآمدگی تو حضرت ابراہیمؑ کی دعاؤں میں سے ایک ہے۔ تیل کو سیال سونا بھی کہا جاتا ہے۔ اس لئے غالباً ہمارے محققین اس سے سونے کا پہاڑ مراد لیتے ہیں حالانکہ اگر ایسا ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ کی بجائے سونے کا سمندر یا سونے کا حوض ارشاد فرماتے۔ سونے کا پہاڑ کہنے سے یہی سمجھ میں آتا ہے کہ قیامت سے پہلے نشانی کے طور پر دریائے فرات کے نیچے سے فی الحقیقت یہ پہاڑ برآمد ہو گا۔ دنیا میں جغرافیائی اور موسمی تبدیلیوں کی وجہ سے بعض سمندر اور دریا آج ناپید ہو گئے ہیں تو اسی طرح دریا سے پہاڑ برآمد ہونا بھی ناممکن نہیں ہے۔

(۱۲) حجاز میں فتنے

حضرت عمرؓ نے بیان کیا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کر رہے تھے کہ ''اے اللہ ہمارے شام میں برکت عطا فرما، اے اللہ ہمارے یمن میں برکت عطا فرما'' لوگوں نے عرض کیا کہ ''اور نجد میں بھی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا ''اے اللہ ہمارے شام میں برکت عطا فرما، اے اللہ ہمارے یمن میں برکت عطا فرما۔'' صحابہؓ نے پھر عرض کیا ''اور نجد میں بھی یا رسول اللہ ﷺ'' تیسری بار آپ ﷺ نے اپنی دعا ایک بار پھر دہرائی اور کہا نجد میں تو زلزلے اور فتنے ہیں وہاں سے شیطان کی سینگ برآمد ہو گی۔ (بخاری، کتاب الفتن)

اس حدیث کا موجودہ حالات میں سمجھنا مشکل ہے تاہم یہ بات طے ہے کہ نجد یا حجاز میں کچھ زیادہ ہی پریشانیاں آئیں گی۔ ایک اور حدیث میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی فرما چکے ہیں کہ دجال کے زمانے میں مدینہ منافقوں سے خالی ہو جائے گا۔

(۱۳) عراق، مصر اور شام پر پابندی

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب عراق اپنے درہم اور

قفیر روک لے گا اور شام اپنے ''مد'' اور دینار روک لے گا اور مصر اپنے اردب اور دینار روک لے گا۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ اس کا ذمے دار کون ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل روم اور اہل عجم۔ (مسلم، کتاب الفتن)

اس حدیث میں تین مسلم ممالک کی معاشی صورتِ حال کا ایک ساتھ ذکر ہے یعنی وہاں سے درآمد و برآمد نہ ہو سکے گی کیونکہ اہل روم اور اہل عجم ان پر پابندیاں لگا دینگے۔ آج ہم دیکھ ہی رہے ہیں کہ امریکہ نے عراق اور شام پر اقتصادی پابندیاں Sanctions لگا دی ہیں اور وہاں کے مقامی باشندوں کا برا حال ہو گیا ہے۔ اب تک مصر کی باری نہیں آئی ہے لیکن حدیث کی روشنی میں یہ بات بالکل یقینی ہے کہ کچھ عرصے بعد امریکہ اور عیسائی اقوام اس پر بھی پابندیاں لگا دینگی اور یہ سب کچھ اس وجہ سے ہوگا کہ مسلمانوں پر ''وہن'' چھا جائے گا اور غیر مسلم اقوام ان پر بھوکے بھیڑیوں کی طرح پل پڑیں گی۔

(۱۴) زمین کے تین بڑے دھنساؤ

آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے زمین میں تین بڑے دھنساؤ ہوں گے۔ ایک مغرب میں، ایک مشرق میں اور ایک حجاز میں۔ (ابوداؤد) اگر دھنساؤ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد زلزلے ہیں تو یہ زلزلے آتے رہتے ہیں لیکن آپ ﷺ نے یہاں تین بڑے زلزلوں کی نشاندہی فرمائی ہے جس سے سمجھ میں آتا ہے کہ یہ کوئی انتہائی غیر معمولی زلزلے ہوں گے جن کے برابر زلزلے اب تک دنیا میں نہیں آئے ہیں۔ اور یہ بھی قیامت کے قریب ہونے کی نشانیوں میں سے ایک ہوں گے۔ اور اگر دھنساؤ سے مراد زمین کا اندر دھنس جانا ہے تو یہ شاید دنیا میں یہ واقعہ اب تک بہت کم ہوا ہے۔

(۱۵) دھواں

اس نشانی کا ذکر قرآن پاک کی سورۂ دخان آیات 10 تا 16 میں اس طرح کیا گیا ہے۔ ''اچھا تو انتظار کرو اس دن کا جب کہ آسمان دھوئیں کی مانند نظر آئے گا جو تمام انسانوں کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا اور یہ ایک بہت تکلیف دہ عذاب ہے۔ اب وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب اس عذاب کو ہم پر سے ٹال دے، اب ہم ایمان لاتے ہیں۔'' اس نشانی کا ذکر نبی کریم ﷺ نے بھی ابوداؤد میں کیا ہے۔ دھوئیں کا یہ عذاب قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ایک ہے۔ یہ دھواں آسمان سے نمودار ہوگا اور سارے انسانوں کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔ اس کا تعلق غالباً سورج سے ہے۔ سورج میں کوئی ایسی تبدیلی واقع ہوگی کہ وہ زہریلا دھواں خارج کرنے لگے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ عذاب ان بڑی نشانیوں میں سے ایک

ہے جس کے ظہور کے بعد انسان کی توبہ اس کے کسی کام نہ آ سکے گی۔

(۱۶) دابتہ الارض

قرآن پاک میں قیامت کی نشانیوں کا بہت کم ذکر کیا گیا ہے۔ البتہ دابتہ الارض ان تین بڑی نشانیوں میں سے ایک ہے جس کا ذکر قرآنِ پاک میں کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ

''جب ہمارے وعدے کا وقت قریب آ جائے گا تو ہم زمین سے ایک بولتا ہوا جانور برآمد کریں گے جو انسانوں سے ہم کلام ہوگا کہ وہ ہماری آیات پر ایمان نہیں لاتے تھے۔'' (النمل 82)

نبی کریم ﷺ نے بھی اس نشانی کا ذکر مندرجہ ذیل حدیث میں فرمایا ہے۔ ''قیامت سے پہلے زمین سے ایک بولتا ہوا جانور برآمد ہوگا جس کے پاس حضرت موسیٰؑ اور حضرت داؤدؑ کی مہریں ہوں گی۔ اس مہر سے وہ مومنین کے چہروں کو روشن کرے گا اور کافروں کی ناک پر مہریں لگائے گا۔ (ترمذی، ابن ماجہ، کتاب التفسیر القرآن)

یہ بھی ان نشانیوں میں سے ایک ہے جس کے ظہور کے بعد توبہ انسانوں کے کسی کام نہیں آئے گی۔ آپ ﷺ نے بولتے ہوئے اس جانور کی برآمدگی حجاز میں مکے کے قریب بتائی ہے۔ (ابن ماجہ، کتاب الفتن)

آیا یہ ایک ہی واحد جانور رہوگا جو ساری دنیا کے انسانوں کی ناپ کر مہر لگائے گا یا یہ ایک نسل ہوگی جو سارے زمین پر پائی جائے گی جیسے بلی اور گائے ساری زمین پر پائی جاتی ہیں۔ اس بارے میں ہر دورائے صحیح ہو سکتی ہے۔ نسل والے جانور کا نکتہ مولانا مودودیؒ نے تفہیم القرآن میں اٹھایا ہے۔ یہ ایک بہت ہولناک واقعہ ہوگا جس کے بعد انسانوں کی قسمت کا فیصلہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چکا دیا جائے گا۔

(۱۷) خانہ کعبہ کی بربادی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے قیامت سے قبل خانہ کعبہ کی بربادی کی بھی پیشین گوئی کی گئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ میں پتلی ٹانگوں والے ایک کالی حبشی کو خانہ کعبہ کے پتھر یکے بعد دیگرے توڑتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔'' (مسلم، بخاری)

ایک اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''دو پتلی ٹانگوں والا حبشی خانہ کعبہ کو گرا کے برباد کر دے گا۔'' (بخاری و مسلم، کتاب الفتن)

Presented by www.ziaraat.com

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قیامت سے پہلے خانہ کعبہ توڑ کے بالکل زمین کے برابر کر دیا جائے گا جس کے بعد خانہ کعبہ کا وجود مٹ جائے گا۔ لیکن ہمارا خیال ہے کہ ایسا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حج و طواف کے بعد ہوگا کیونکہ احادیث میں ذکر ہے کہ اپنی دوبارہ آمد کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام حج ادا کریں گے جو وہ اپنی پہلی زندگی میں نہیں کر سکتے تھے۔

(۱۸) اسلام سمٹ کر حجاز میں

آپ ﷺ نے بیان کیا کہ

(۱) عراق اپنے درہم اور قافز روک لے گا۔

(۲) شام اپنے دینار اور مد روک لے گا۔

(۳) اور مصر اپنے دینار اور ارداب روک لے گا۔

(۴) اور تم سمٹ کر وہیں پہنچ جاؤ گے، جہاں سے چلے تھے۔

(۵) اور تم سمٹ کر وہیں پہنچ جاؤ گے، جہاں سے چلے تھے۔

(۶) اور تم سمٹ کر وہیں پہنچ جاؤ گے، جہاں سے چلے تھے۔

(۷) اور یہ بات اتنی ہی صحیح ہے جتنی ابو ہریرہؓ کی گوشت اور ہڈیاں گواہی دیتی ہیں۔ (مسلم، کتاب الفتن)

قافز، مُد اور ارداب غلہ ناپنے کے پیمانے ہیں جو معاشی پابندیوں کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اسلام سمٹ کر صرف حجاز میں رہ جائے گا۔ ایک اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان سمٹ کر مدینے میں اسی طرح واپس آ جائے گا جیسے (خطرے کے وقت) سانپ سمٹ کر واپس اپنے بل میں آ جاتا ہے۔ (بخاری)

(۱۹) مومنین اور متقین کا خاتمہ

آپ ﷺ نے فرمایا کہ رات اور دن نہیں گزریں گے کہ لات اور عزّیٰ کی دوبارہ اطاعت کی جائے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جس سے ہر وہ آدمی فوت ہو جائے گا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا اور پھر وہی لوگ (زمین میں) باقی رہ جائیں گے جن میں بالکل خیر و بھلائی نہ ہوگی اور یہ لوگ (دوبارہ) اپنے آباؤ اجداد کے دین کی طرف لوٹ جائیں گے۔ (مسلم کتاب الفتن)

یہ دور قیامت سے بالکل متصل ہوگا کیونکہ قیامت ایمان والوں پر قائم نہ ہوگی۔ انہیں قیامت سے

پہلے ایک ٹھنڈی ہوا کے ذریعے پہلے ہی اٹھا لیا جائے گا۔ واضح رہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق قیامت سے پہلے یہ ساری روئے زمین ایک بار پھر خلافتِ راشدہ کے نظام سے بھر جائے گی اور اسلام ہر اس جگہ پہنچ جائے گا جہاں دن اور رات طلوع ہوتے ہیں۔ تاہم زیرِ نظر اس حدیث میں کفر کے دوبارہ غلبے کا ذکر کیا گیا ہے جو ظاہر ہے کہ اسلام کے غلبے کے بعد ظاہر ہوگا۔ اور اس کے بعد پھر قیامت واقع ہو جائے گی۔

(۲۰) سورج کا مغرب سے طلوع

آپ ﷺ قیامت کی نشانیوں کا ذکر کرتے ہوئے یہ بھی بیان کیا کہ ”قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ سورج مغرب سے نہ نکل جائے۔ اس وقت اگر کوئی شخص ایمان لانا چاہے گا تو (پھر) اس کا ایمان اسے فائدہ نہیں دے سکے گا“ (ابوداؤد، ابن ماجہ، کتاب الملاحم، کتاب الفتن)

ایک اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ ڈوبتے وقت سورج کہاں جاتا ہے؟ حضرت ابوذرؓ نے جواب دیا مجھے نہیں معلوم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جا کر عرش عظیم کے نیچے سجدہ کرتا ہے اور اللہ سے دوبارہ نکلنے کی اجازت طلب کرتا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ لیکن ایک وقت ایسا آئے گا جب اسے کہا جائے گا کہ تو وہیں لوٹ جا جہاں تو ڈوبا تھا۔ (یعنی مغرب کی طرف)۔ (بخاری، مسلم، کتاب الجہاد و کتاب الفتن)

سورج کا مغرب سے طلوع قیامت سے بالکل متصل ہوگا جسکے بعد کوئی توبہ قبول نہیں کی جائیگی۔

(۲۱) ایک بڑی خوفناک جنگ

قیامت سے پہلے مسلمانوں کے خلاف دنیا کی سب سے بڑی خوفناک جنگ واقع ہوگی جس کا علاقہ یہی مشرقِ وسطیٰ کا ہوگا۔ حدیث میں آتا ہے کہ ”یہ اتنی خوفناک جنگ ہوگی کہ اس سے پہلے اتنی خوفناک جنگ کبھی نہیں ہوئی ہوگی۔ یہاں تک کہ اگر کوئی پرندہ فوجوں کے اوپر سے گزرنا چاہے گا تو وہ دوسرے کنارے تک پہنچنے سے پہلے ہی گر کر مر جائے گا۔ مسلمانوں کا اتنا خون بہے گا کہ سو میں سے ننانوے لوگ شہید ہو جائیں گے۔“ (مسلم کتاب الفتن)

یہ جنگ محض چار روز چلے گی اور چوتھے روز اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتح عطا فرما دے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جنگ کا نام ”الملحمۃ الکبریٰ“ فرمایا ہے جبکہ عیسائی اس جنگ کو ”آرمیگاڈون“ کہتے ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

(۲۲) مدینے کی بربادی

حضرت معاذ بن جبلؓ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (۱) یروشلم پھلے پھولے گا اور مدینہ برباد ہوگا۔ (۲) مدینہ تب برباد ہوگا جب الملحمۃ الکبریٰ آئے گی۔ (۳) الملحمۃ الکبریٰ تب آئے گی جب قسطنطنیہ فتح ہوگا۔ (۴) اور قسطنطنیہ تب فتح ہوگا جب دجال آئے گا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ران پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ یہ بات اتنی ہی صحیح ہے جیسے (معاذ بن جبلؓ) تم یہاں حقیقت میں موجود ہو۔ (ابوداؤد، کتاب الملاحم، بخاری)

مدینے کے برباد ہونے اور یروشلم کے آباد ہونے کے واقعات دجال کی برآمدگی کے دوران ہوں گے۔ ایک اور موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''مدینہ منافقوں سے خالی کردیا جائے گا۔'' (بخاری کتاب الفتن)

(۲۳) دجال کا ظہور

قیامت سے کچھ عرصے پہلے دجال کا ظہور ہوگا جو قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ایک ہے۔ یہ ایک خوفناک شخص ہوگا جس کے ہاتھ میں ساری دنیا کے اختیارات اور رزق، برسات، قحط سالی اور زندگی اور موت وغیرہ کے بھی اختیارات ہوں گے۔ اس کی کشش سے نہ صرف کافر دنیا بلکہ مسلم دنیا کی بھی بڑی تعداد اس کی ہمنوا بن جائے گی۔ اپنے زمانے کے ہر نبی نے دجال کی برآمدگی کی پیشین گوئی اور اس کے فتنوں سے بچنے کی دعا کی ہے۔ دجال کا خاتمہ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں ممکن ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ

☆ تم عرب پر حملہ کرو گے اور اللہ تمہیں فتح عنایت کرے گا۔ ☆ پھر تم ایران پر حملہ کرو گے اور اللہ تمہیں فتح عنایت کرے گا۔ ☆ پھر تم روم پر حملہ کرو گے اور اللہ تمہیں فتح عنایت کرے گا۔ ☆ پھر تم دجال پر حملہ کرو گے اور اللہ تمہیں فتح عنایت کرے گا۔ (مسلم کتاب الفتن)

آپ ﷺ نے ایک صحابی کے ذریعے جس نے دجال کو دیکھا تھا، بیان کیا کہ دجال کسی مشرقی جزیرے میں آہنی زنجیروں سے جکڑا ہوا پڑا ہے۔ مشرقی جزیرے سے مراد جاپان اور انڈونیشیا وغیرہ بھی ہو سکتے ہیں۔ (مکمل تفصیلات کیلئے ملاحظہ ہو ہمارا کتابچہ ''دجال'' نئے عالمی نظام کا سربراہِ اعظم'')

(۲۴) امام مہدی کا ظہور

دجال ہی کے زمانے میں حضرت امام مہدی کا ظہور ہوگا جو دجال کو بالمشافہ اور پورے اعتماد کے

ساتھ چیلنج کریں گے۔ امام مہدی کو لوگ خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے شناخت کریں گے۔ اس وقت حجاز کے تین شہزادوں کے درمیان اقتدار کے حصول کے لئے خانہ جنگی ہو رہی ہوگی۔ بعد میں تمام مسلم دنیا اپنا اقتدار امام مہدی کے ہاتھوں میں دے دے گی اور وہ پوری اسلامی دنیا کے متفقہ قائد قرار پائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا ہدایت یافتہ خلیفہ میری نسل میں سے ہوگا۔ اس کا نام میرے نام پر، اس کے والد کا نام میرے والد کے نام پر اور اس کی والدہ کا نام میری والدہ کے نام پر ہوگا۔ اور وہ حضرت حسنؓ کی نسل میں سے ہوگا۔ (ابوداؤد)

اس لحاظ سے ان کا اصل نام محمد بن عبداللہ ہوگا۔ امام مہدی تو محض ان کا ایک لقب ہوگا۔ ظہور کے وقت ان کی عمر 52 سال کی ہوگی اور وہ دنیا پر سات سال تک حکمرانی کریں گے۔ (ابوداؤد)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ہدایت کی ہے کہ جب تم اسے دیکھو تو اس سے بیعت کرنے کا عہد کرو خواہ تمہیں برف کے اوپر گھسٹ کر ہی کیوں نہ جانا پڑے۔ کیونکہ اس لشکر کے درمیان اللہ کا ہدایت یافتہ خلیفہ (المہدی) موجود ہوگا۔ (ابن ماجہ)

(۲۵) نزولِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰؑ دمشق کی ایک جامع مسجد (جامع الدعاد مشق) کے مینار پر فرشتوں کا سہارا لئے ہوئے فجر کی نماز کے وقت نازل ہوں گے۔ اس وقت امام مہدی اور دجال کے درمیان ''الملحمۃ الکبریٰ'' جاری ہوگی اس جنگ کا اختتام حضرت عیسیٰؑ کے ہاتھوں ہوگا اور وہ اسرائیل کے ایک مقام ''لُد'' (اسرائیل کا ہوائی اڈا) پر دجال کو اپنے اسلحے سے قتل کریں گے۔ حضرت عیسیٰؑ کے نزولِ ثانی کے بعد احادیث کی متفقہ روایات کے تحت، تمام عیسائی اقوام ان پر ایمان لے آئیں گی اور مسلمان ہو جائیں گی۔ اپنے نزول کے بعد حضرت عیسیٰؑ یاجوج ماجوج سے جنگ کریں گے، شادی کریں گے اور حج ادا کریں گے۔ ان کے انتقال کے بعد مسلمان ان کی نمازِ جنازہ پڑھائیں گے جس کے بعد ان کی طبعی عمر پوری ہوجائے گی۔ حضرت عیسیٰؑ سے متعلق احادیث صحاحِ ستہ کی تمام کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔

(۲۶) یاجوج ماجوج کی برآمدگی

یہ وہ فسادی قوم ہے، جسے حضرت ذوالقرنینؑ نے سیسہ پگھلائی ہوئی دیوار کھڑی کر کے ایک جگہ قید کردیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ''جب وعدے کا وقت قریب آجائے گا تو اللہ اس دیوار کو توڑ کے برابر کردے گا اور میرے رب کا فرمان سچا ہے۔'' (سورۂ کہف۔ آیت 98)

Presented by www.ziaraat.com

مولانا مودودی کی تحقیق کے مطابق شمالی چین اور روس کے وحشی یاجوج ماجوج ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''عرب کے لئے بہت تباہی ہے کیونکہ یاجوج ماجوج کی دیوار اس قدر کھل گئی ہے۔ یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلی اور انگوٹھے سے سوراخ کا نشان ظاہر کیا۔ حضرت زینبؓ ارشاد فرماتی ہیں کہ میں نے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا اس حقیقت کے باوجود ہم تباہ ہوجائیں گے کہ ہمارے درمیان نیک لوگ موجود ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ہاں کیونکہ اس وقت برائیاں حاوی ہوجائیں گی۔ (بخاری و مسلم)

حقیقت یہ ہے کہ دجال کے فتنے کے بعد یہ سب سے بڑا فتنہ ہوگا حتیٰ کہ روایات کے مطابق حضرت عیسیٰؑ بھیان کی وجہ سے گھر کر رہ جائیں گے۔ (مسلم، کتاب الفتن)

یہ اتنی وحشی قوم ہوگی کہ دریائے طبریٰ کا بھی سارا پانی پی جائے گی اور اللہ تعالیٰ کی طرف بھی آسمانوں میں تیر پھینکے گی تاکہ مسلمانوں کے قتل عام کے بعد وہ نعوذ باللہ، اللہ تعالیٰ کو بھی ختم کردے۔ (مسلم، کتاب الفتن)

اس قوم کا خاتمہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے خود کرے گا اور ان کی گردنوں میں ایسے کیڑے پڑ جائیں گے کہ ان کی لاشیں بھی سڑنے لگیں گی۔ (مسلم، کتاب الفتن)

یاجوج ماجوج کی قوم کی مکمل تباہی کے بعد زمین میں مکمل امن قائم ہوجائے گا اور اسلام تمام روئے زمین پر چھا جائے گا۔ اس کے بعد اس دور کے مسلمان یاجوج ماجوج کے تمام ہتھیار آگ کی نذر کردیں گے۔ ابن ماجہ کتاب الفتن کی ایک حدیث کے مطابق ''مسلمان، یاجوج ماجوج کے تیر کمانوں اور ڈھالوں کو آگ میں ڈال دیں گے جو ستر سال تک جلتی رہے گی۔ کیونکہ اس کے بعد لوگوں کو ہتھیاروں کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔

اس حدیث میں درج ستر سال کی آگ سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس قوم کے ہتھیار کتنے زیادہ آتشیں اور دھماکہ خیز ہوں گے۔ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ یاجوج ماجوج کی بربادی کے بعد دنیا کم از کم مزید ستر سال تک باقی رہے گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں تمام فتنوں کے خاتمے کے بعد امن و امان اور محبت و اخوت کا یہ حال ہوگا کہ بقول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ''ہر درندہ بے ضرر کردیا جائے گا، آسمان بہت زیادہ بارشیں برسائے گا اور زمین اپنی تمام نعمتیں نچھاور کردے گی۔ ایک بچہ لومڑی کے ساتھ کھیلے گا اور لومڑی اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔ بھیڑیا، بھیڑ کے ساتھ چرے گا اور شیر بکریوں کے ساتھ رہے گا اور کوئی ایک دوسرے کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔'' (مسلم و احمد بن حنبل)

اس کے بعد ایک ٹھنڈی خوشگوار ہوا چلے گی اور تمام اہل ایمان کی روحین قبض کرلے گی پھر دنیا میں جو لوگ باقی بچیں گے وہ بدکا، ظالم اور کافر و منافقین ہوں گے۔ ایمان دنیا سے غائب ہوجائے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جس طرح ایک کپڑا پرانا ہوجاتا ہے، اسی طرح سے اسلام غائب ہوجائے گا۔ حتیٰ کہ لوگوں کو یہ بھی نہیں معلوم ہوگا کہ (۱) روزہ کیا ہوتا ہے (۲) نماز کیا ہوتی ہے (۳) قربانی کیا ہوتی ہے اور صدقہ (زکوٰۃ) کیا ہوتا ہے؟ اللہ کی کتاب راتوں رات اٹھالی جائے گی اور زمین پر اس کی کوئی آیت باقی نہیں رہ جائے گی۔ دنیا میں کچھ بوڑھے مرد اور بوڑھی عورتیں رہ جائیں گی جو کہیں گے کہ ہم نے اپنے باپ داداؤں کو کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھتے ہوئے پایا تھا۔'' (ابن ماجہ کتاب الفتن)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''زمین پر صرف ظالم لوگ باقی رہ جائیں گے جو نیکی کی حوصلہ افزائی نہیں کریں گے اور نہ برائی کی مذمت کریں گے۔'' (مسلم)

ایک اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ لوگ بازاروں میں گدھوں کی طرح بدکاری نہیں کرتے پھریں گے۔'' حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کہتے ہیں کہ میں نے حیرانی سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا ایسا بھی ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ہاں۔ ایسا ہی ہوگا۔''

آخرکار قیامت اپنی تمام تر سختیوں کے ساتھ ایسے ہی فاسق و فاجر لوگوں پر آئے گی۔

قیامت کی یہ تفصیلی نشانیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لئے بیان کی ہیں کہ مسلمان ہر دور میں اپنے اعمال کا جائزہ لیتے رہیں اور قیامت کی تیاریاں کرتے رہیں۔

☆☆☆☆☆

Presented by www.ziaraat.com

Presented by www.ziaraat.com